TQ Lesson 186 Surah Furqan Ayat 1-20 tafseer 3

آیت نمبر ایک سے لے کر نو تک توحید کے دلائل کے ساتھ جو اہم چیز اللہ تعالیٰ نے ہمیں سکھائی ہے وہ یہ ھے کہ قرآن مجید اللہ کا کلام ہے اور فرقان ہے اور اسی طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت ہے کہ اللہ تعالی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو رسول بنا کر بھیجا اور آپ پر قرآن نازل کیا اور سورت الفرقان میں یہی چیز بڑی خاص اور نمایاں کر کے پیش کی گئی ہے۔ قرآن مجید اس زمانے میں بھی اور آج کے دور میں بھی میری اور آپ کی انفرادی اور اجتماعی زندگی میں ایک انقلاب پیدا کر سکتا ہے اور کرتا ہے۔ہماری ایک بہن ہیں جنہوں نے سورت النور پڑھی ہے اور وہ اپنے تاثرات کو ہمیں بتانا چاہتی ہیں ساتھ ہی مجھے اور آپ کو اپنا بھی جائزہ لینا ہے کہ کہیں ایسا تو نہیں کہ اہل مکہ کی طرح ہم بھی انکار کر رہے ہوں جیسے وہ انکار کرتے تھے کہ ہم نےسن تو لیا لیکن عمل کے میدان میں ہم پیچھےہیں۔ (ابھی جب میں سورت النور پڑھ رہی تھی تو مجھے وہ وقت یاد آگیا جب میں نے پہلی دفعہ اسے پڑھا، وہ رمضان کا مہینہ تھا اور میں دورۂ قرآن میں جا رہی تھی دورۂ قرآن میں تو اتنی تفصیل سے نہیں پڑھا تھا لیکن جو سمجھ میں آیا اور جو بھی میں نے سنا وہ میرے تصور میں بھی نہیں تھا کہ قرآن کے اندر یہ موجود ہے پھر گھر آ کر میں نے سب کچھ تفصیل سے دیکھا۔ ساری تفاسیر اور مطلب جہاں تک سمجھ میں آ یا تو پہلے میں نے اپنے آپ کو دیکھا کہ میں اس وقت کہاں ہوں،میں نے اپنے آپ کو جانچا پھر کہا کہ اب اتنی ہی تبدیلیاں ہمیں لانی ہیں خود میں بھی اور اپنے آس پاس کے لوگوں میں بھی۔ میں نے اپنے شوہرسے بات کی کہ ہمیں اللہ تعالیٰ یہ یہ حکم دیتے ہیں جو ہم نہیں کرتے تو الحمدللہ انہوں نے بھی میرا ساتھ دیا اور پھر جو تبدیلی آئی میری زندگی میں وہ میں آپ کو بتا نہیں سکتی ہوں اس کے بعد یہ کہ آہستہ آہستہ الحمدللہ ھم اس سے گزرتے گئے اور اس کا ساتھ نہیں چھوڑا الحمدللہ اوراسکے بعد جب بھی قرآن سے گزرتے کوئی نہ کوئی اچھی بات کوئی نہ کوئی اچھا عمل اپنے اندر محسوس کرتے ہیں یہ جو سورت الفرقان ہم سن رہے ہیں تو اس میں حق وباطل کو الگ کرنے والا اب جب بھی ہم کوئی بات کرتے ہیں کسی سے بات کرتے ہیں کوئی کام کرتے ہیں تو پہلے یہ سوچتے ہیں کہ اللہ کو یہ کام پسند ہے یا نہیں اگر نہیں تو پھر اس کو چھوڑ دو اگر ہے تو اس کو کر جاؤ تو اسی طرح ہم اپنے آپ میں بھی تبدیلی لائیں گے اور اس طرح عمل کرنے میں بھی ہمارے لیے آسانی ہو جائے گی اور جو بھی کام شروع کریں تو سب سے پہلے یہ ہوگا کہ اپنے آپ کو اس کے لیے تیار کریں کہ ہم نے یہ کرنا ہے اور ساتھ میں اللہ کی مدد طلب کریں اللہ تعالیٰ تُو ہی مدد کرنے والا ہے ہمارے بس میں نہیں ہے کہ ہم کچھ کر سکتے ہوں صرف اللہ کی مدد اور ہماری اپنی کوشش بعد میں اللہ تعالیٰ آسانی کرتا ہے خاص طور پر سورت نور پرعمل کرنے میں اللہ نے کیسی آسانی کی ہے اس کا میں آپ کو بتا نہیں سکتی کہ اللہ نے کس کس طرح اور کس کس جگہ میری لیے آسانی پیدا کردی اور ہمارے درمیان ایسے لوگ پیدا کر دیے جو اس کو سمجھنے والے ہوگئے ۔اپنی دوست کی ایک بات مجھےبہت یاد آتی ہے کہ جب میں یہاں کینیڈا آ رہی تھی تو وہ مجھ سے کہتی تھی کہ آپ یہاں ابوظہبی یا پاکستان میں تو پردہ کرتی ہیں کیا آپ کینیڈا میں بھی پردہ کریں گی تو میں نے کہا کہ کیا وہاں اللہ نہیں ہے؟ اللہ تو ہر جگہ ہے ہم جو بھی کام کرتے ہیں صرف اللہ کے لیے کر تے ہیں تو یہ بات جب ہمارے ذہن میں ہوتی ہے کہ ہم اللہ کےلیے کر رہے ہیں تو پھر کوئی بات کوئی چیز ہمیں اپنی مقصد سے ہٹا نہیں سکتی بس ہماری دعا ہے کہ اللہ تعالی ہم کو اپنے مقصد میں کامیاب کرے اور ہماری مدد کرے آمین)۔ تو اصل بات یہی ہے کہ میں اور آپ عمل کے میدان میں کہاں کھڑے ہیں آپ دیکھیں کہ اہل مکہ کے بارے میں اللہ رب العزت سورت الفرقان میں کیا فرمارہے ہیں کہ انہوں نے انکار کر دیا اور آج ہم امت مسلمہ اپنے آپ کو کن

لوگوں میں شامل سمجھتے ہیں کہ الحمدللہ ہم نے کلمہ پڑھا ہے لیکن کہیں ایسا تو نہیں کہ زبان کی نوک پر تو کلمہ ہے لیکن کلمے کے جو اثرات ہیں وہ ہمارے دل کی گہرائیوں میں ہمارے گوشت ہماری ہڈیوں میں ہمارے خون اور ہماری سانسوں میں رچے بسے نہیں ہیں۔ جب تک قران اور اسکے اثرات ہماری سانسوں میں رچ بس نہیں جائیں گے، جب تک اسلام اور اس کی حقانیت ,قرآن اور اس کی حقانیت ہمارے خوابوں، خیالوں، دل اور دل کی گہرائیوں میں ،منصوبوں، سوچوں، باتوں، سانسوں اور خون سب میں رچ بس نہیں جائے گی میری اور آپ کی زندگی میں انقلاب نہیں آسکتا قرآن فرقان نہیں بن سکتا میں اور آپ فرقان نہیں بن سکتے۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فاروق کا لقب دیا ۔غزوہِ بدر فرقان تھا ،قرآن فرقان، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نذیر، قرآن نذیر، میں اور آپ کہاں پہ کھڑے ہیں پہلے اہل مکہ نے انکار کیا اب کہیں ایسا تو نہیں کہ ان کے انکار کی کوئی جھلک میری اور آپ کی زندگی میں نظر آتی ہو اگر ایک بھی ہے اور ایک تو نہیں کیا پتہ کتنی ہیں تو پہلی چیز ہمیں کیا پتہ چلتی ہے کہ وہ لوگ جو بھٹک گئے تھے ہم اس طرح کے بھٹکے ہوئے لوگوں میں شامل نہ ہوں، میں نے اور آپ نے دنیا میں جینے کے، زندہ رہنے کے جوطور طریقے سوچے ہیں وہ قرآن اور سنت کے مطابق ہونے چاہیئں اس سے ہٹ کر میرے اور آپ کے پیمانے اور زاویئے نہیں ہونے چاہیئں آیت نمبر 9 تک اللہ رب العزت کیا بات بتاتے ہیں کہ اہلِ مکہ قرآن مجید کا انکار کرتے ہیں گو کہ وہ بڑی رحمت اور برکت کا ذریعہ ہے تو قرآن کا انکار توحید اور آخرت کا انکار ہے اور اس کے ساتھ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا انکار کرتے ہیں تو نتیجہ کیا ہے کہ گمراہ ہیں خود بھی اور لوگوں کو بھی گمراہ کر رہے ہیں اب آیت نمبر 10 سے لے کر 34 تک اللہ رب العزت مخالفین کے جو اعتراضات ہیں ان کا جواب دیتے ہیں اور بتاتے ہیں کہ وہ مخالفت کیوں کرتے ہیں وہ اعتراض کیوں کرتے ہیں اور ساتھ ساتھ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور اہل ایمان کو ایک طرف صبر کی تلقین کی جارہی ہے اور دوسری طرف جو جھٹلا رہے ہیں ان کو ان کے جھٹلائے جانے کا انجام بتایا جا رہا ہے آپ دیکھیں کہ سورت الفرقان کی ابتدا میں اللہ تعالی نے پہلی جو بات کہی وہ کیا تھی تبارک اور آیت نمبر 10 کے شروع میں بھی تبارک

آیت نمبر 10. تَبَارَكَ الَّذِي إِن شَاءَ جَعَلَ لَكَ خَيْرًا مِن ذَٰلِكَ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِن تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ وَيَجْعَل لَّكَ قُصُورًا

ترجمہ۔ بڑا بابرکت ہے وہ جو اگر چاہے تو ان کی تجویز کردہ چیزوں سے بھی زیادہ بڑھ چڑھ کر تم کو دے سکتا ہے، (ایک نہیں) بہت سے باغ جن کے نیچے نہریں بہتی ہوں، اور بڑے بڑے محل

تَبَارَكَ الَّذِي إِن شَاءَ اللہ تعالی کہتے ہیں نہایت بابرکت ہے **الَّذِي** وہ ذات **إِن شَاءَ** اگر وہ چاہے **جَعَلَ لَكَ خَيْرً۔** تو کیا کرے کہ بنا دے تیرے لیے خیر تبارک کے پانچ معنی ہیں ایک تو بڑا محسن اور نہایت با خیر۔ نمبر دو نہایت بزرگ اور با عظمت۔ نمبر تین نہایت مقدس اور منزہ پاک۔ نمبر چار نہایت بلند اور برتر اور نمبر پانچ کمال قدرت کے اعتبار سے برتر اب یہاں پر اللہ تعالی کا یہ کہنا **تَبَارَكَ الَّذِي** کہ نہایت بابرکت ہے اس کے معنی کیا ہیں آپ اگلے مضمون کو جب پڑھیں گی مزید اگلی آیتوں کو تو آپ کو پتہ چلے گا کہ اس کے معنی یہ ہیں کہ بڑے وسیع ذرائع کا مالک ہے **تبارک** غیر محدود قدرت رکھنے والا ہے اور اس کے معنی کیا ہیں کہ وہ اس سے بالا تر ہے کہ کسی کے حق میں کوئی بھلائی کرنا چاہے اور نہ کر سکے **تَبَارَكَ الَّذِي إِن شَاءَ جَعَلَ لَكَ خَيْرًا** اگر وہ چاہے تو وہ تیرے لیے بنا دے خیر(خَيْرًا یہاں پہ اسم تفضیل کے معنی میں ہے گو کہ اس کا اعراب تو اَفْعَلُ کے وزن پر آپ کو نظر نہیں آتا یعنی

مذکر ہو تو اَفْعَلُ کے وزن پر مؤنث ہو تو فُعْلیٰ کے وزن پر آتا ہے جیسے حُسْنیٰ ہے تو وہ وزن تو نظر نہیں آتا لیکن خیر شر بعض الفاظ ایسے ہیں کہ وہ ان اعراب کو پورا نہیں کرتے لیکن خیر اور شر بھی اسم تفضیل ہے،اور ایک طرح سے اس میں مبالغہ کا معنی دیتا ہے) کہ اگر اللہ چاہے تو بنا دے تیرے لیے بہت زیادہ خیر **مِن ذَالِكَ** اس سے بھی زیادہ یعنی اہل مکہ جو باتیں کہتے تھے کہ **أَوْ تَكُونُ لَهُ جَنَّةٌ** آپ کے لیے کوئی باغ کیوں نہیں بنایا انکا یہ اعتراض کرنا آیت نمبر 8 میں ہے تو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اگر وہ چاہے تو ان باغات سے بڑھ کر تجھے دے سکتا ہے **تَجْرِي مِن تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ** کہ جن کے نیچے نہریں بہتی ہوں ان کی جو تجویز کردہ چیزیں ہیں یا ان کے جو تجویز کردہ باغ ہیں ان سے بڑھ کر اللہ تجھے دے سکتا ہے **مِن ذَالِكَ** یہ بات بڑی اہم ہے کہ اہل مکہ کا یہ اعتراض کرنا کہ اللہ نے آپ کو باغ کیوں نہیں دیے تو اللہ تعالیٰ کہتے ہیں بڑی با برکت ہے اس کی ذات جو چاہے کر دے اگر وہ چاہے تو تیرے واسطے بہترین دے دے یعنی ایک باغ نہیں وہ تو "جنت" ایک باغ کی بات کرتے ہیں جنت میں بہت سے باغات ہیں جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں ایک نہر نہیں الانہار بہت سی نہریں ان کے نیچے بہتی ہیں اور دے تیرے واسطے محل کیونکہ وہ کہتے تھے آیت نمبر 10 میں انہوں نے کیا کہا تھا ان کا کہنا کہ یہ بازاروں میں چلتا ہے اور فرشتہ ساتھ کیوں نہیں ہے اور خزانے کیوں نہیں ہیں کنز خزانے اور پھر باغات تو یہاں پر اللہ تعالیٰ کہتے ہیں صرف اتنا ہی نہیں کہ باغات دے بلکہ **وَيَجْعَل لَّكَ قُصُورًا** دے تیرے واسطے محلات (قصر کی جمع قصور ہے یہ وہ قصور نہیں جو میں اور آپ بولتے ہیں بلکہ یہ آتا ہے محل کے لیے اور محل بھی ایسا جو عالی شان ہو، بلند و بالا ہو، بڑا ہی خوبصورت باغ ہے نقش و نگار کیا ہوا) تو آپ دیکھیں کہ باغ اور باغ کے ساتھ محل کا بھی ذکر آگیا ہے تو گویا کہ اللہ تعالیٰ کہہ رہے ہیں کہ اگر میں چاہوں **وَيَجْعَل لَّكَ قُصُورًا** (تو وہ کر دے تیرے واسطے محل) اس سے بھی اچھی چیزیں اللہ تعالیٰ دے سکتا ہے ایسے باغات جن کے نیچے نہریں بہتی ہوں اور ایک باغ نہیں آپ بہت سے متعدد باغات کے مالک بن جائیں اور پھر بہترین باغ کیسا کہ محل بھی ہو یعنی باغ ہی کافی ہے لیکن پھر ساتھ ہی اللہ تعالیٰ کہتے ہیں اور تیرے لیے بنا دے محل اور محل بھی کیسے یعنی ایک محل نہیں بہت سے بڑے محلات۔

آیت نمبر 11. بَلْ كَذَّبُوا بِالسَّاعَةِ ۖ وَأَعْتَدْنَا لِمَن كَذَّبَ بِالسَّاعَةِ سَعِيرًا

ترجمہ۔ کچھ نہیں وہ جھٹلاتے ہیں قیامت کو اور ہم نے تیار کی ھے اس کے واسطے آگ کہ جھٹلایا ھے قیامت کو

یہ لوگ **سَاعَة** کو جھٹلا چکے ہیں (ویسے تو اس کے معنی گھڑی کے ہیں اور وقت کے معنی میں آتا ہے(ا ل) بھی آ گیا تو پتہ چلا مخصوص گھڑی کی بات ہو رہی ہے) اس سے مراد وہ خاص وقت جب قیامت قائم ہوگی جب اولین آخرین سب کو دوبارہ سے جمع کیا جائے گا سب کو اکٹھا کر کے اللہ تعالیٰ ہر ایک کے عقیدے اور عمل کے مطابق اس کا حساب لیں گے تو اللہ تعالیٰ بتا رہے ہیں کہ ایک باغ نہیں بہت سے باغات اور ساتھ میں محلات دے سکتا ہوں تو یہ ایسے اعتراضات یا ایسے مطالبات یا ایسی نشانیوں کو کیوں دیکھنا چاہتے ہیں یہ وجہ ہے کہ انہوں نے قیامت کا انکار کیا ہے یہ جو اہل مکہ تھےامیر تھے، سردار تھے، باغیچے تھے ،باغات تھے تو انہوں نے اپنی امارت کو اپنے برحق ہونے کی دلیل سمجھ لیا اور سمجھنے لگے کہ ہم بہت اچھے ہیں اور اللہ تعالیٰ یہاں پہ کہہ رہے ہیں کہ اصل بات یہ ہے کہ یہ لوگ آخرت کے منکر ہیں اب ان کے اعتراض کی وجہ یہ نہیں ہے کہ میں ایسے باغات

تمہیں دے نہیں سکتا میں تو دے سکتا ہوں لیکن اصل وجہ یہ ہے کہ یہ لوگ آخرت کا انکار کرنے والے ہیں دنیا کی چھوٹی سی سرداری اور باغیچے پر یہ اتنے پھولے بیٹھے ہیں کہ انہوں نے آخرت کا انکار کر دیا کیا یہ بھول گئے **وَأَعْتَدْنَا لِمَن كَذَّبَ بِالسَّاعَةِ سَعِيرًا** کہ ہم نے تیار کی ہے **لِمَن** ہر اس شخص کے لیے**كَذَّبَ** جو جھٹلائے **بِالسَّاعَةِ** قیامت کی گھڑی کو **سَعِيرًا** بھڑکتی آگ اب آپ دیکھیں کہ **سَعِيرًا** کے معنی کیا ہیں جلنا اور آگ کی شدت کے لیے اور آگ کی تیزی کے لیے یہ لفظ بولا جاتا ہے اور جہنم کا ایک نام بھی **سَعِيرًا** ہے کہ ہم نے بھڑکتی آگ ان کے لیے مہیا کر رکھی ہے تو دنیا میں کتنے ہی مربعے زمین ان کے پاس ہوں کتنی ہی کھیتیاں ہوں کتنے ہی باغات ہوں کتنی ہی کوٹھیاں اور محلات ان کے پاس ہوں لیکن ان کو آخرت میں ملے گا کیا سعیرا بھڑکتی ہوئی آگ ملے گی اور یہ کسے ملے گی جو بھی آخرت کا انکار کرے گا

آیت نمبر 12. إِذَا رَأَتْهُم مِّن مَّكَانٍ بَعِيدٍ سَمِعُوا لَهَاتَغَيُّظًا وَزَفِيرًا

ترجمہ۔جب وہ دیکھے گی ان کو دور کی جگہ سنیں گے اس کا جھنجلانا اور چلانا

اور جب وہ دیکھے گی ان کو دور سے **إِذَا رَأَتْهُم** کون دیکھے گی وہ سَعِيرًا ان کو دیکھے گی دور کی جگہ سے **سَمِعُوا** سنیں گے تو گویا کہ **تَغَيُّظًا** اس کے غصے سے بپھرنے کی آواز کو یہ سنیں گے اور اس کا **وَزَفِيرًا** چیخنا اور دھاڑنا وہ سنیں گے اب یہاں پر اللہ تعالیٰ دوزخ اور اہل دوزخ کی تصویر کھینچ رہے ہیں اللہ رب العزت بتا رہے ہیں کہ یہ لوگ قیامت کو جو جھٹلا رہے ہیں تو قیامت کا جھٹلانا اصل میں رسول کا جھٹلانا تھا رسول کا جھٹلانا اصل میں قرآن کا جھٹلانا تھا تو اللہ تعالیٰ کہتا ہے یہ **سَعِيرًا** تو ایسی ہے کہ جب یہ ان کو دیکھے گی **إِذَا رَأَتْهُم** یہ **"هم"** کون سے لوگ ہیں کفار آپ دیکھیں اللہ تعالیٰ نے ان کے بارے میں آیت نمبر 4 میں کہا **وَقَالَ الَّذِينَ كَفَرُوا** تو ان کا گناہ کیا ہے ان کو سَعِيرًا کیوں ملے گی؟ کہ یہ **كَفَرُوا** ہیں اور یہ **ظُلْمًا وَزُورًا** والے لوگ ہیں اور یہ لوگ کون ہیں؟ جو رسول کو **رَجُلًامَّسْحُورًا** کہتے ہیں مطالبات کرتے ہیں اعتراضات کرتے ہیں اور یہ کون ہیں؟ **فَضَلُّوا** آیت نمبر گیارہ میں کہا **بَلْ كَذَّبُوا بِالسَّاعَةِ** پوری بات کا نچوڑ اللہ تعالیٰ نے یہ پیش کیا کہ قیامت کا انکار قیامت کا جھٹلانا اور آپ کو پتہ ہے کہ عقیدہ آخرت کا انکار انسان کو جانور سےبھی بد تر زندگی پر لے آتا ہے اور جو اس کا اقرار کرتا ہے تو دنیا میں اس کو جنت کی بشارت ملتی ہے صحابہ کی زندگی مسلمان ہونے سے پہلے عقیدہ آخرت کے اقرار سے پہلے کیسی تھی پھر کیسے بدل گئی وحشی درندے جس طرح یعنی ہر طرف ظلمت ہی ظلمت تھی رسول اللہ ﷺ کی نبوت و رسالت سے پہلے جو مکی دور تھا اور آج پھر لوگوں نے قیامت اور آخرت کا انکار کیا قیامت کا انکار،رسالت کا انکار ،قرآن کا انکار، توحید کا انکار تو نتیجہ کیا ہے کہ لوگ آج پھر درندے بن گئے ہیں پھر وحشی بن گئے ہیں توحید کا راستہ اور ہدایت کا راستہ لوگ بھلا بیٹھے ہیں تو اللہ تعالیٰ کہتے ہیں ان کے لیے **سَعِيرًا** ہے اور وہ **سَعِيرًا** ایسی ہے کہ جب وہ ان کو دیکھے گی دور سے اب آپ دیکھیں کہ جہنم ہوگی تو بہت دور لیکن وہ اتنی قریب ہوگی کہ ایک طرف اللہ تعالیٰ کہتے ہیں کہ دور کی جگہ پہ ہوگی یہ **سَعِيرًا** آگ تو بڑی دور جل رہی ہوگی دوسری طرف اللہ تعالیٰ کہہ رہے ہیں کہ **تَغَيُّظًا وَزَفِيرًا** اس کے غضب کی ،اس کے جوش کی، اس کے دھاڑنے کی اور اس کے چیخنے چلانے کی جو آوازیں ہیں وہ لوگ سنیں گے یہ جو آیت کا حصہ ہے بہت ہی زیادہ ڈرانے والا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے نافرمانوں کے لیے جہنم کی بھڑکتی ہوئی آگ پہلے ہی سے تیار کر رکھی ہے اور آپ دیکھیں کہ اگر کوئی چیز پہلے سے تیار کی گئی ہو تو گویا کہ تیاری مکمل ہے اور

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ ایسے بھی کہتے ہیں **سورت الھمزہ(۸،۹) إِنَّهَا عَلَيْهِم مُّؤْصَدَةٌ** (۸) آگ کیسے ہوگی کہ ان کے اوپر سے بند ہوگی **فِى عَمَدٍ مُّمَدَّدَةٍۭ** (۹) اس کے اندر لمبے لمبے ستونوں کے ساتھ وہ ہوں گے اورآگ اوپر سے ان پر بند کر دی جائے گی اور لمبے لمبے ستون تو گویا کہ جو انہوں نے اتنا ظلم کیا ہے کہ اللہ نے سزا دینے کے لیے تیار کر رکھی ہے **سورت الملک (۷،۸) إِذَآ أُلْقُوا۟ فِيهَا سَمِعُوا۟ لَهَا شَهِيقًا وَهِىَ تَفُورُ** (۷) **تَكَادُ تَمَيَّزُ مِنَ ٱلْغَيْظِ ۖ كُلَّمَآ أُلْقِىَ فِيهَا فَوْجٌ سَأَلَهُمْ خَزَنَتُهَآ أَلَمْ يَأْتِكُمْ نَذِيرٌ** (۸) آپ یہ بات پڑھ چکی ہیں کہ جہنمی جہنم میں ڈالے جائیں گے اس کا دھاڑنا سنیں گے اور وہ جوش وغضب سے اچھلتی ہوگی ایسے لگے گا کہ وہ غصے سے پھٹ جائے گی تو جہنم کا دیکھنا اور چلانا یہ ایک استعارہ ہے جہنم دیکھتی تو نہیں لیکن یہ ایک استعارہ ہے کہ جیسے دنیا میں کوئی کسی کو دیکھے اور پھر وہ چیخنے اور چلانے لگے تو ویسے تو ہمیں یہ لگتا ہے کہ جہنم دیکھتی نہیں ہے سنتی نہیں ہے لیکن یہاں پہ اگر اللہ تعالیٰ کہہ رہے ہیں کہ وہ دیکھتی ہے اور سنتی ہے تو یہ استعارہ نہیں ہے پھر یہ ایک حقیقت ہے کہ وہ دیکھے گی بھی وہ سنے گی بھی اور گویا کہ اللہ تعالیٰ جہنم کے اندر ایک احساس کی قوت پیدا کر دیں گے جیسے آپ دیکھیں سورت ق(۳۰) میں آتا ہے کہ جہنم کہے گی اس طرح سے چیخے گی اور اس طرح سے چلائے گی کہ کہے گی **هَلْ مِن مَّزِيدٍ** کیا ابھی اور بھی ہیں تو جہنم کا چیخنا اور اس کا چلانا **هَلْ مِن مَّزِيدٍ** کے معنی کیا ہیں کہ وہ کہے گی میں تو پہلے ہی بھری ہوئی ہوں میرے اندر تو کوئی ایک قدم بھی نہیں رکھ سکتا اور ابھی اتنے جہنمی اور ہیں میرے اندر اب کوئی آہی نہیں سکتا دوسری طرف مفسرین یہ کہتے ہیں کہ اس کے معنی یہ ہیں کہ جہنم یہ کہے گی کہ میرے پاس بہت جگہ ہے لاؤ اور جتنے ہیں مجھے اور چاہیئں یعنی مجھے اور چاہیئں(تو **هَلْ مِن مَّزِيدٍ** جو ہے یہاں پہ **اور** کے معنی میں ہے) یہاں پر ایک طرف تو ہمیں اپنے اعمال کا جائزہ لینا چاہیے اور دوسری طرف جہنم سے بچنے کی تیاری کرنی چاہیے **اللَّهُمَّ اَجِرنَا مِنَ النَّار** یہاں پر خاص طور پر یہ کہنا کہ جب وہ لوگوں کو دور سے دیکھے گی تو اس کا غضب اور جوش اس کی آواز ایسی ہوگی کہ لوگ اس کو سن لیں گے آپ دیکھیں کہ سمندر کے پانی میں جب جوش ہوتا ہے طوفان ہوتا ہے سیلاب ہوتا ہے تو اس سمندر کی لہروں کا جو شور ہوتا ہے دور سے ایسے لگتا ہے جیسے سمندر دھاڑرہا ہو اسی طرح شیر کی آواز جب شیر دھاڑتا ہے تو دل دہل جاتے ہیں اور بعض اوقات کتے کے بھونکنے کی آواز سے دل دہل جاتا ہے عمارت گر جائے خدا نخواستہ کوئی حادثہ ہو جائے ابھی پچھلے ہفتے کی بات ہے کہ ہم QEW سے ٹورنٹو جا رہے تھے کہ پل سے ایک بڑا ٹرک نیچے گر گیا اور وہ لوہے سے بھرا ہوا تھا کئی ٹن اسکے اندر لوہا تھا آنکھوں سے اس کو دیکھا پھر ٹی وی میں دیکھا اخبار میں بھی پڑھا اور گھنٹوں ٹریفک رکی رہی تھی کچھ سمجھ نہیں آرہا تھا ہمیں ہاسپٹل جانا تھا ہم تقریباً دو گھنٹے بعد وہاں پر پہنچے تو کہتے ہیں کہ وہ ٹرک گرا اور جس گاڑی پر وہ گرا وہ گاڑی کٹ گئی یعنی اتنے زور سے وہ گرا تو گاڑی ہی کٹ گئی اور جو آدمی اس میں تھا اس کو اس دن لیڈرشپ ایوارڈ ملنے والا تھا وہ کسی ہاسپٹل کا ملازم تھا ۔اخبار میں جب میں پڑھ رہی تھی تو آپ سوچیں کہ کسی چیز کا بلندی سے گرنا اور پھر اسکی آواز کا آنا تو انسان کا پھر کیا رہ جاتا ہے اور پتہ نہیں کتنی گاڑیوں کا حادثہ ہوا اور کتنے لوگ ختم ہوئے اور کتنے لوگوں کا کیسا کیسا نقصان ہوا **حدیث کا مفہوم** رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک دفعہ صحابہ کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے اور امام مسلم نے اس حدیث کو روایت کیا ہے آپ صحابہ کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے آپ نے کسی چیز کے گرنے کی زور سے آواز سنی آپ نے اپنے صحابہ سے پوچھا کیا تم جانتے ہو یہ کس چیز کی آواز ہے پیارے صحابہ نے کہا کہ اللہ اور اللہ کا رسول ہی زیادہ بہتر جانتے ہیں آپ نے کہا کہ آج سے ستر سال پہلے جہنم کے منہ پر، دہانے پر ایک پتھر لڑھکایا گیا تھا آج وہ گرتے گرتے جہنم کی تہہ تک پہنچا ہے ایک پتھر کو جہنم کی تہہ تک پہنچنے میں ستر سال لگے اور آپ نے

کہا کہ یہ اس کے گرنے کی آواز ہے اللہ نہ کرے اگر کسی پتھر کی بجائے کسی انسان کا وجود ہو اور کافر اور منافق تو جہنم کے سب سے نچلے درجے میں ہوں گے آپ پچھلی سورت میں سورت النساء میں یہ بات پڑھ چکی ہیں کہ منافق جہنم کے سب سے نچلے درجے میں ہوں گے اور منافق مسلمانوں میں سے ہوتے ہیں تو ہمارے اندر کتنا نفاق ہے اور ایک کفر کافروں نے کیا سرے سے انکار کر دیا اور ایک کفر مسلمانوں میں بھی پایا جاتا ہے کہ کلمہ پڑھنے کے بعد پھر کفر کرنا جیسے کلمہ تو پڑھ لیا لیکن کہنا کہ نہیں کوئی نہیں دیکھا جائے گا جب آخرت آئے گی یہ بھی کفر ہے یہ کہنا کہ ہاں قرآن تو ٹھیک ہے پر حدیث اور سنت کو نہیں مانتے یا پھر یہ کہ حلال اور حرام میں اسلام کی جو باتیں ہیں قانون ہے اس کو نہ مانا جائے یہ بھی کفر ہے زندگی گزارنے کا طور طریقے اس کو نہ لینا مثلا آپ نے سورت النور میں پڑھا کہ کس طرح سے عورتیں حیادار ہوتی ہیں عورت کس طرح سے اپنی زیب و زینت کی حفاظت کرتی ہے اور حیاء کی زیادتی خیر لاتی ہے اور حیا یہ انبیاء کی سنت میں سے ہے اور آج ہم اپنی زندگی میں حیا کو نہ پیدا کریں چال ٹھیک نہ ہونا اور پاؤں اور زیوروں کی جھنکار مردوں کو سنائی دے تو حیا نہیں ہے ہمارے اندر (اس کا یہ مطلب ہے پاؤں زور زور سے زمین پر مار کے چلنا) حضرت موسیٰ علیہ السلام کا وہ واقعہ جس میں وہ پانی پلا دیتے ہیں دو بہنوں کے جانوروں کو تو ان کے بارے میں آتا ہے کہ جب وہ چل رہی تھیں تو کیسے چل رہی تھیں جھجکتی ہوئی یعنی چلنے میں بھی حیا چاہیے بات میں بھی حیا چاہیے لباس میں بھی حیاء چاہیے دل میں بھی حیاء چاہیے اور آج مسلمانوں کا ایک بڑا گروہ یہ کہتا ہے کہ پردے کی ضرورت نہیں دل کا پردہ ہوتا ہے دوسرے لوگ یہ کہتے ہیں کہ آنکھوں کا پردہ ہوتا ہے باقی پردے کی ضرورت نہیں اور آنکھوں والے یہاں یہ کہتے ہیں کہ آنکھوں سے جیسے مرضی دیکھیں کوئی مسئلہ نہیں لیکن کتنی برائیاں ہیں جو آج مسلمانوں کے گھرانوں میں پروان چڑھ رہیں ہیں تو اصل بات کیا ہے قرآن کا انکار اللہ کے حکم کا انکار اور اس کے لیے اپنے آپ کو تیار نہ کرنا بات یہ ہے کہ قیامت کی گھڑی کو جھٹلا چکے ہیں **وَأَعْتَدْنَا لِمَن كَذَّبَ بِالسَّاعَةِ سَعِيرًا** اور ہم نے بھی تیار کر رکھی ہے جھٹلانے والوں کے لیے جو جھٹلا رہے ہیں **كَذَّبَ** اب ہوتا خالی کَذَبَ شد نہ ہوتی تو ہوتا کہ جھوٹ بولا لیکن کیا ہے جھٹلایا بار بار جھٹلایا ایک بات کا انکار نہیں کتنی چیزوں کا انکار بار بار انکار ان کے لیے اللہ تعالی نے آگ کو تیار کر رکھا ہے آپ کا شوہر گھر آئے اور آپ کا کھانا تیار نہ ہو آپ استقبال کیسے کرتی ہیں اور آپ کا کھانا تیار ہو آپ کے بچے اور شوہر گھر آئیں تو آپ استقبال کیسے کرتیں ہیں بڑے اہتمام میں ہوتی ہیں بڑے اچھے سے آپ استقبال کرتی ہیں اور چیزیں تیار نہ ہوں مہمان پہلے آجائیں گھر والے آجائیں تو پھر کیا حال ہوتا ہے اب آپ سوچیں کہ اللہ کو تو تیاری میں کچھ بھی دیر نہیں لگے گی **کن فیکون** اور پھر اللہ تعالی کہتے ہیں کہ میں نے جہنم کو پہلے سے تیار کر رکھا ہے بھڑکتی آگ کو تو یہ اللہ کی شدت، اللہ تعالی کا غصہ، اللہ تعالی کی ناراضگی ، اللہ تعالی کا غضب ہے کن پر؟ اللہ کی آیات کو ،اللہ کے پیغمبر کو، اللہ کے قرآن کو جھٹلانے والوں پر اور وہ جب دور سے ان کو دیکھے گی **إِذَا رَأَتْهُم مِّن مَّكَانٍ بَعِيدٍ** یعنی جہنم کو دور سے دیکھنا جیسے آپ کسی دوسرے شہر میں جاتے ہیں دور سے آپ کو اس کے گھر نظر آتے ہیں یا مینار نظر آتے ہیں آپ کہتے ہیں مسجد نظر آ رہی ہے حالانکہ مینار نظر آتے گھر نظر آتے ہیں آپ کہتے ہیں وہ شہر نظر آ رہا ہے آپ اوپر ہیں ابھی آسمان پر جہاز پر ہیں اور ابھی وہ اترا نہیں ہے روشنیاں ہیں آپ کہتے ہیں لو یہ شہر آگیا تو دراصل اللہ تعالیٰ کہہ رہے ہیں کہ دنیا کی آگ کی طرح جہنم کی آگ نہیں ہے بلکہ 69 درجہ زیادہ ہے اور دیکھ بھال کر جلانے والی ہے بے شعور نہیں ہے غصے سے بھپری ہوئی ہے چیخ رہی ہے دھاڑے مار رہی ہے یہ دوزخ کی صفت ہے یہ آگ کی صفت اللہ تعالیٰ نے بیان کی ہے کہ وہ ایسے غضب اور جوش سے دھاڑے مار رہی ہوگی **سَمِعُوا لَهَا تَغَيُّظًا وَزَفِيرًا** اب وہ ہی اس کو سنیں گے

آیت نمبر 13. وَاِذَاۤاُلۡقُوۡا مِنۡهَا مَكَانًاضَيِّقًا مُّقَرَّنِيۡنَ دَعَوۡاهُنَالِکَ ثُبُوۡرًا

ترجمہ۔اور جب ڈالے جائیں گے اس کے اندر ایک جگہ تنگ میں ایک زنجیر میں بندھے ہوئے کئی کئی پکاریں گے اس جگہ موت کو

جب وہ اس میں ڈالے جائیں گے اب آپ دیکھیں اللہ تعالیٰ نے یہ نہیں کہا کہ وہ اس میں جائیں گے وہ خود نہیں چلیں گے ان کو ڈالا جائے گا ان کو ڈال دیا جائے گا **اُلۡقُوۡا** یہ مجھول ہے وہ اس میں ٹھونسے جائیں گے اب آپ دیکھیں **مَكَانًا**مکان جگہ کو کہتے ہیں اور **ضَيِّقًا** تنگ کے لیے آتا ہے اب شد اوپر آگئی شد کا مطلب ہے کہ دو "یا" ہیں یہاں پہ تو گویا کہ بڑی کوئی تنگ جگہ ہے جس میں ان کو ٹھونس دیا جائے گا اب آپ دیکھیں کہ تنگ جگہ میں ٹھونسا جائے اور اگر کوئی اکیلا ہو آزاد ہو تو بھاگنے کی کوشش بھی کرے لیکن کیا ہے **مُّقَرَّنِيۡنَ** کہ وہ جکڑے ہوئے ہیں ہاتھ اور پاؤں بندھے ہوئے ہیں قرن کیا ہوتا ہے اس رسی کو کہتے ہیں جس سے دو اونٹوں کو باندھا جائے ایک ہی صفت کے جو لوگ ہوتے ہیں ان کو بھی، ساتھی کو بھی قرن کہتے ہیں ایک زمانہ پانے والے ،جیسے بہادری میں یا علم میں کوئی ایک جیسے لوگ ہوں تو ان کے لیے بھی قرین آتا ہے اور ویسے قرآن میں یہ قرین برے ساتھی کے لیے بھی آتا ہے تو یہاں پر اللہ تعالیٰ کیا کہتے ہیں **مُّقَرَّنِيۡنَ** وہ سارے ہی سارے بندھے ہونگے تو یہاں پر جو ان کا باندھا جانا ہے تو وہ کس سے باندھے جائیں گے وہ زنجیروں میں جکڑے ہوں گے۔ اول تو جگہ تنگ ہوگی اوپر سے اگلی بات کیا ہوگی کہ ان کو باندھا ہوا ہوگا زنجیروں میں جکڑا ہوا ہوگا اور بعض جگہ قرآن میں سلاسل اور اغلال کا لفظ آتا ہے کہ جب ان کو باندھ کر پھینکا جائے گا تو وہ کیسے ہوں گے **سَبۡعُوۡنَ ذِرَاعًا** سورت الحاقہ ۳۲ کہ ستر گز لمبی زنجیریں ہوں گی جس میں ان کو باندھ دیا جائے گا اور اب آپ دیکھیں کہ ایک بندھا ہوا ہو دوسری تنگ جگہ ہو تیسری **سَعِيۡرًا** آگ ہو جلتی آگ شدت کی اور چوتھا **تَغَيُّظًاوَّزَفِيۡرًا** اور یہ ساری باتیں کیا ہیں یہ احساس اور تصور دلانے کے لیے ہیں کہ اتنا سخت وقت ہوگا کہ اتنی زیادہ تکلیف میں وہ لوگ ہوں گے کہ جب وہ پھینکے جائیں گے اس کے اندر **دَعَوۡا** وہ پکاریں گے اس وقت وہ بلائیں گے **هُنَالِكَ ثُبُوۡرًا** موت کو اس وقت پکاریں گے تو اب وہ لوگ کیا کریں گے موت کی دہائی دینی شروع کر دیں گے ان کو رہائی کی کوئی شکل نظر نہیں آئے گی اب آپ دیکھیں کہ کسی کو رہائی کی کوئی شکل نظر نہ آئے تو اس وقت وہ کہیں گے کہ ان کو بس موت مل جائے تو **ثُبُوۡرًا** جو ہے اس کے معنی کیا ہیں کہ کسی کا ہلاک ہو جانا کسی کا مر جانا تو اس کے لیے بھی یہ لفظ بولا جاتا ہے اب یہاں پر اللہ تعالیٰ کہہ رہے ہیں کہ وہ **ثُبُوۡرًا ثُبُوۡرًا** پکاریں گے کہ ہمیں موت ہی مل جائے کیونکہ ان کا عذاب اتنا شدید ہوگا کہ عذاب سے بچنے کی ایک ہی شکل نظر آئے گی اور وہ موت ہوگی وہ یہ سمجھیں گے کہ اگر ہم مر جائیں تو ہماری جتنی بھی تکلیفیں ہیں جو پریشانیاں ہیں ان کا خاتمہ ہو جائے گا جیسے کوئی شخص یہ کہے کہ

ے" اب تو گھبرا کے یہ کہتے ہیں کہ مر جائیں گے

مر کے بھی چین نہ پایا تو کدھر جائیں گے"

تو انسان دنیا میں بھی آپ دیکھیں کبھی غم اتنا زیادہ ہوتا ہے پریشانی اتنی زیادہ ہوتی ہے کہ لوگ کہتے ہیں کہ مر ہی جائیں اور اب آپ دیکھیں کہ مرنے کے بعد بھی اگر کوئی شخص جہنمی ہے اور اس نے

زندگی بھر برے کام کیے ہیں تو پھر اس کا حال کیا ہوگا اور موت جہنم میں کیا ہے **لَا یَمُوتُ وَلَا یَحیَی** نہ وہ جیے گا اور نہ ہی وہ مرے گا تو یہ ہے جہنم کا عذاب اور اللہ تعالیٰ یہاں پر کہہ رہے ہیں کہ **دَعَواھُنَالِکَ ثُبُوْرًا** اس وقت وہ اپنی موت کو پکارے گا

آیت نمبر 14. لَّا تَدْعُوا۟ ٱلْيَوْمَ ثُبُورًا وَٰحِدًا وَٱدْعُوا۟ ثُبُورًا كَثِيرًا

ترجمہ۔مت پکارو آج ایک مرنے کواور پکارو بہت سے مرنےکو

اور اس وقت پھر فرشتے اس سے کہیں گے **لَّاتَدعُوالیَومَ** کہ آج تم مت پکارو **ثُبُورًاوَاحِدً** ایک تباہی کو، آج تم مت پکارو ایک ہلاکت کو بلکہ وَٱدْعُوا۟ ثُبُورًا كَثِيرًا تم بہت سی موتوں کو پکارو تم ایک موت کو پکارتے ہو تم بہت سی موتوں کو پکارو تم نے کفر کیا تم **ظُلمًاوَّزُورًا** ہو **ضَلُّوا، کَذَّبُوا** آج بھی تمہارا حال کیا ہے تم بچنا چاہتے ہو تم بھاگنا چاہتے ہو اور تم یہ سمجھ رہے ہو کہ ہمیں موت ملے گی تو ہم سکون میں ہو جائیں گے ہم بچ جائیں گے تو اللہ تعالیٰ کہتے ہیں کہ نہیں ایک موت نہیں آج تم کئی موتوں کو پکارو تو مفسرین یہ کہتے ہیں کہ ان کا موت کو پکارنا ،ہلاکت کو پکارنا کہ ہم ہلاک ہی ہو جائیں تو جیسے کسی کا ہلاک ہونا تو(**ث ب ر**) اس معنی میں بھی آتا ہے اور زخم خراب ہو جائے، اب زخم اگر ٹھیک ہونے لگے تو ایک امید بننے لگتی ہے اور اگر زخم ٹھیک ہونے کے بجائے خراب سے خراب ہوتا چلا جائے تو اس وقت بھی **ثُبُورًا** کا لفظ بولا جاتا ہے تو اب اللہ تعالیٰ کہتے ہیں کہ تم ایک تباہی ہلاکت کو نہ پکارو بلکہ بہت سی تباہیوں اور بہت سی موتوں کو پکارو

آیت نمبر 15. قُلْ أَذَٰلِكَ خَيْرٌ أَمْ جَنَّةُ ٱلْخُلْدِ ٱلَّتِى وُعِدَ ٱلْمُتَّقُونَ ۚ كَانَتْ لَهُمْ جَزَآءً وَمَصِيرًا

ترجمہ۔ اِن سے پوچھو، یہ انجام اچھا ہے یا وہ اَبدی جنت جس کا وعدہ خداترس پرہیزگاروں سے کیا گیا ہے؟ جو اُن کے اعمال کی جزا اور اُن کے سفر کی آخری منزل ہو گی

آیت نمبر 11 سے لے کر 14 تک ایک ان کا گناہ کہ ان کا آخرت کا انکار دوسرا جہنم کا ذکر کر کے ان کے انجام کا ذکر کر کے اب اللہ تعالیٰ جنت اور اہل جنت کی تصویر ان کو دکھاتے ہیں پوچھتے ہیں ان سے کہ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم ان سے کہہ دیجئے **اَذَالِکَ خَیرٌ** کیا یہ زیادہ اچھا ہے **اَذَالِکَ** سے مراد کیا ہے یہ پورا انجام جو ان آیتوں میں آپ نے پڑھا یہ جو **سَعِیرًا** ہے اور یہ جو **تَغَیُّظًاوَّزَفِیْرًا** ہے یہ **مَکَانًاضَیِّقًا** ہے **مُقَرَّنِینَ** ہے اور یہ جو جہنمیوں کا رونا دھونا اور موت کو پکارنا ہے ان سے پوچھو کہ **اَذَالِکَ خَیرٌ** کیا یہ زیادہ اچھا ہے **اَمْ جَنَّةُ الْخُلْدِ** یا وہ جنت جو ہمیشگی والی ہے کہ جہنم کی تفصیل سنانے کے بعد اللہ تعالیٰ اب ذکر کرتے ہیں **جَنَّةُ الْخُلْدِ** کا اور آپ دیکھیں کہ اہلِ مکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کیا طعنہ دیتے تھے کہ تمہارے پاس تو کوئی باغ ہی نہیں ہے اور اللہ تعالیٰ کہہ رہے ہیں کہ ان سے پوچھو یہ جو باغات ہیں ان کے پاس جس کی وجہ سے یہ جہنم کے لیے تیار ہو رہے ہیں اس کا یہ مطلب نہیں کہ جس کے پاس باغ ہے وہ جہنم میں جائے گا ۔اگر وہ اللہ کا شکر گزار بندہ نہیں بنتا اگر وہ ایمان نہیں لاتا تو پھر اپنے آپ کو وہ جہنم کے لیے تیار کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ کہتے ہیں کہ جہنم کی تیاری ان کے لیے بہتر ہے یا پھر یہ جنتِ خلد اور یہ **جَنَّةُ الْخُلْدِ** سے مراد کیا ہے ہمیشہ رہنے والے باغات اللہ تعالیٰ نے وعدہ کیا ہے **الْمُتَّقُونَ** متقی لوگوں سے اللہ تعالیٰ جنت ان کو نہیں دینگے جو دنیا میں سردار تھے یا جن کے پاس باغات تھے یا **قُصُورًا** یا **کَنزُ** ان کو نہیں جنت ملے گی بلکہ کہا **وُعِدَ الْمُتَّقُونَ** کو جنت ملے گی متقی لوگوں کو **کَانَتْ لَھُمْ جَزَاءً وَمَصِیرًا** اور یہ جنت اللہ تعالیٰ جو پرہیزگار لوگوں کو دے گا یہ

ہے ان کے عمل کی جزا اور ان کے سفر کی آخری منزل **وَمَصِيرًا** ان کے لوٹنے کی جگہ ہوگی اب جنت سے متعلق جو اللہ تعالیٰ باتیں بتا رہے ہیں پہلی چیز کیا ہے **اَلْخُلد** ہے دوسری چیز کیا ہے کہ اللہ رب العزت نے یہ بات بتائی **جَزَاءً** کہ عمل کی جزاء ہے ان کے عملوں کا بدلہ ہے تیسری بات یہ **وَمَصِيرًا** ان کے لوٹنے کی جگہ ہے جیسے صبح انسان کسی کے گھر اپنے گھر سے جائے اور شام کو واپس لوٹ کر آجائے تو ان کے لوٹنے کی جگہ ہے چوتھی خوبی جنت کی کیا بتائی

آیت نمبر 16.   لَّهُمْ فِيهَا مَا يَشَاءُونَ خَالِدِينَ ۚ كَانَ عَلَىٰ رَبِّكَ وَعْدًا مَّسْئُولًا

ترجمہ۔ جس میں اُن کی ہر خواہش پوری ہو گی، جس میں وہ ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے، جس کا عطا کرنا تمہارے پروردگار کے ذمے ایک واجبُ الادا وعدہ ہے

لَّهُمْ فِيهَا مَا يَشَاءُونَ خَالِدِينَ جس میں ان کی ہر خواہش پوری ہوگی خالدین ہمیشہ ہمیشہ اس میں رہیں گے یہاں ان کی ہر خواہش اللہ رب العزت پوری کر دیں گے یہ لوگ جو کچھ چاہیں گے وہاں پہ ان کو ملے گا اور وہاں پر ہر چیز ہر خواہش ان کی پوری کی جائےگی **كَانَ عَلَىٰ رَبِّكَ وَعْدًا مَّسْئُولًا** یہ ایک وعدہ ہے تمہارے رب کے ذمہ جو پورا ہو کر رہنا ہے **مَّسْئُولًا** جس کے بارے میں اللہ رب العزت کہتے ہیں کہ ایک ایسا وعدہ ہے تمہارے رب کے ذمہ جس کا مطالبہ کیا جا سکتا ہے یقینا پورا ہوگا جیسے ایک قرض نہیں ہوتا جو کوئی اس کا پھر مطالبہ کرے تو اللہ تعالی نے یہ وعدہ اہل ایمان سے کیا ہے **مَّسْئُولًا** تو یہ واجب ہے اللہ پر لازم ہے اور گویا کہ اللہ تعالی کہتے ہیں کہ میں نے اہل ایمان کے لیے ان کے حسن جزا کے لیے اس کو اپنے اوپر لازم قرار دے دیا ہے تو اس سے کیا بات بتا چلتی ہے کہ جنت جو ملے گی تو اس کا یہ نہیں مطلب کہ دنیا میں مزے کر رہے ہیں بس انہی کو جنت ملے گی جیسے کہ کافر سمجھتے تھے بلکہ جنت میں جانے کی ایک ہی شرط ہے ایک ہی طریقہ ہے اور وہ ہے **المتقون** تقوی اللہ کا ڈر اور خوف جس کی وجہ سے انسان اپنے عملوں کو بدل لے اور ہم سب کو اپنا اپنا ضرور جائزہ لینا چاہیے کہ زندگی کے کتنے دن گزر گئے کتنا عرصہ بیت گیا اور پھر اتنے سال گزرنے کے بعد بھی میرے اور آپ کے اندر ابھی تک کتنی کمی ہے جو کہ ابھی بھی موجود ہے اور کب ہم اپنے آپ کو ٹھیک کریں گے (میں یہی سوچ رہی تھی کہ وہ ٹرک جو گرا اس گاڑی پر اور وہ گاڑی کٹ گئی اور اندر والے شخص کا کیا حال ہوا ہوگا اور میں سوچ رہی تھی ہماری گاڑی بھی تو اس جگہ ہو سکتی تھی اور ہم تو اسی بات پر نالاں ہو رہے تھے کہ ٹریفک رکی تھی کہیں گاڑیاں اور کہیں پولیس ایسے انتظامات وہ لوگ کر رہے تھے اور ہم صبح کے گئے شام کو واپس آئے آپ سوچیں کہ ہمیں تو اتنی سی مصیبت بھی بھاری گزرتی ہے کہ اتنی دیر ہمیں کیوں لگ گئی ہم وقت پہ کیوں نہیں پہنچے اور ہرانسان کے دل میں خیال آتے ہیں یہ کرنا تھا وہ کرنا تھا تو وہ شخص دنیا سے ہی چلا گیا اس کو تو لیڈرشپ کا ایوارڈ اُس دن ملنے والا تھااور کس تیاری سے وہ گیا ہوگا کہ آج لیڈرشپ ایوارڈ اس کو ملنے والاتھا تو اصل بات کیا ہے کہ دنیا کی یہ جو ریل پیل یہ دولتیں یہ نعمتیں یہ گھر یہ گاڑیاں یہ میرے اور آپ کے پاس جو کچھ بھی چیزیں ہیں جب میں اور آپ اپنے کمرے سے اپنے گھر سے نکلتے ہیں کبھی سوچتے ہیں کہ پتہ نہیں میں گھر واپس آ بھی سکوں گی کہ نہیں آپ کو اچھا نہیں لگتا آپ کی الماری کو کوئی چھیڑے آپ کو اچھا نہیں لگتا آپ کے کمرے میں کوئی جائے آپ کہتے ہیں کہ نہیں پہلے میں اپنے کمرے کو ٹھیک کرلوں پتہ نہیں کہ ان سب چیزوں کو ٹھیک کرنے کی مہلت ملے گی بھی یا نہیں ہمیں کیا کرنا چاہیے اپنے عملوں کو ٹھیک کرنا چاہیے ہو سکتا ہے آج کی رات میری اور آپ کی آخری رات ہو ہو سکتا ہے

آج کا دن میرا اور آپ کا آخری دن ہو یہ سوچ ہمارے اندر ہونی چاہیے اور یہ صحابہ کے اندر تھی اور پھر اللہ تعالیٰ کہتے ہیں یہ بات بڑی اہم ہے **لَّهُمْ فِيهَا مَا يَشَاءُونَ** ان کو وہاں ملے گا جو کچھ وہ چاہیں گے اور ہم اپنی ہر خواہش دنیا میں پوری کرنا چاہتے ہیں۔

ہزاروں خواہشیں ایسی کہ ہر خواہش پر دم نکلے

بہت نکلے میرے ارمان لیکن پھر بھی کم نکلے

یہ میرے اور آپ کے لیے بڑے افسوس کی بات ہے کہ میں اور آپ ہر خواہش کو دنیا میں پوری کرنا چاہتے ہیں جیسے کہ ایک بچہ ابھی پچھلے دنوں کہہ رہا تھا کہ اللہ سے دعا کریں میرے لیے کہ میں خوبصورت بن جاؤں میں خوبصورت لگنے لگوں جب بچے بڑے ہونے لگتے ہیں نا تو یہ جذبات احساسات بھی پیدا ہونے لگتے ہیں شیشہ دیکھنا بار بار دیکھنا شیشے کے آگے کھڑا رہنا کبھی رنگت پر افسوس ہونا کبھی ماتھے پہ بال آگے ماتھا چوڑا کیوں نظر آتا ہے ۔ ایک عورت نے اپنی بیٹی کا ماتھا رگڑ رگڑ کے زخمی کر دیا میں نے پوچھا آپ اتنا کیوں رگڑتی ہیں بیسن لے کر کہنے لگی یہ سارے بال جو اوپر آگئے ہیں اگر زیادہ رگڑیں گے تو پھر یہ ٹھیک ہو جائیں گے پھر وہ بچی جب بڑی ہو گئی پھر میں نے اس کی ماں سے پوچھا پھر وہ بال کم ہو گئے تھے ٹھیک ہوئے کہنے لگی بس ایسے ہی لوگ کہتے ہیں کچھ بھی نہیں ہوا ایسے ہی میں نے اتنی مشکل برداشت کی کیونکہ وہ بچی جب پیدا ہوئی تو میں نے دیکھی اس کے بعد جب وہ جوان ہوئی تو میں نے دیکھی تو جب وہ رگڑتی تو میں اس کو دیکھتی دیکھنے سے مراد میں اپنی آنکھوں سے تو نہیں دیکھتی تھی لیکن میں اس کے ماتھے کو دیکھتی تھی اور میں سوچتی تھی کتنی مشقت میں ماں ہے اور پھر بعد میں اب کچھ عرصہ پہلے میں نے پوچھا تو ماتھے میں بال تو تھے کچھ چیزیں تو تبدیل نہیں ہوتیں وہ ایک کہنے لگا کہ میرے بال بہت زیادہ ہیں بازو پہ تو میں خوبصورت نہیں ہوں فلاں کے بال نہیں ہیں تو وہ خوبصورت ہے تو یہ معیار نہیں ہے زندگی کا اور یہ خواہشیں دنیا میں پوری نہیں ہو سکتیں ایک بہن اس لیے نالاں ہے کہ بہن کا رنگ مجھ سے صاف ہے اور میں بھی بہن ہوں لیکن میرا رنگ تو صاف نہیں ہے ایک بہن کمزور تھی دو بہنیں خوبصورت تھیں اونچی لمبی تھیں تو ٹیچر نے پوچھا کہ یہ آپ کی سو تیلی بہن ہے ایسا ہو جاتا ہے بعض اوقات جیسے پچھلے دنوں میں نے دو لڑکوں کو دیکھا اور دونوں میں اتنا فرق تھا وہ لگتا نہیں کہ واقعی یہ ایک ہی والدین کی اولاد ہیں ایسا ہوتا ہے۔ کبھی قد لوگ بڑھانے کے لیے کہ ایک عورت کہنے لگی میں تو ایسے ڈیزائن پہنتی ہوں اس قمیض میں قد لمبا لگتا ہے میں نہیں کہتی کہ آپ اپنی لمبائی یا خوبصورتی یا حسن یا دولت یا آرام کے لیے کوشش نہ کریں لیکن ایسی غیر معمولی کوششیں کہ وہ دل کا زخم بن جائیں اور اسی پہ افسردہ رہیں کہ میرا قد لمبا کیوں نہیں میری ناک تیکھی کیوں نہیں آنکھیں جھیل جیسی کیوں نہیں ہونٹ گلاب کی پنکھڑیاں ،گلاب کے پتوں جیسے کیوں نہیں اور اسی کے لیے آپ دیکھیں کبھی آپ سفر کر رہے ہوں ساتھ والی گاڑی میں عورت بیٹھی ہے یعنی سرخ بتی پر گاڑی کھڑی ہوئی ہے اور عورت اپنا میک اپ کر رہی ہے اپنی لپ اسٹک لگا رہی ہے تو آپ دیکھیں حادثہ ہو سکتا ہے یعنی میں یہ نہیں کہتی کہ ہم لگا نہیں سکتے ایک چیز آپ کی زندگی کی حسرت بن جاتی ہے بعض کی یہ حسرت ہے کہ میں خوبصورت لگوں ایک گولی ایک چیچک کا حملہ ایک بیماری سارے حسن کو فنا کر سکتی ہے ۔ ہسپتال جانے کا اتفاق ہوا اور یہ جو فریکچر کا سیکشن ہے وہ پاس ہی تھا اور کسی کے بازو کا کسی کی ٹانگ کا کسی کے ہاتھ کا کسی کا دو جگہ سے کسی کا ایک جگہ سے بس کوئی خود ہی گر گیا کوئی پھسل گیا کسی کے گیند لگ گی اور میں دیکھ دیکھ کے سوچ رہی تھی کہ اب

یہ حال کسی کی ٹانگ کٹ گئی کسی کے بازو کٹ گئے تو یہ حسن یہ خوبصورتی یہ سارا کچھ جو ہے ذرا سا دنیا میں ایک دھچکا ایک بیماری ایک حادثہ اس حسن کو فنا کر سکتا ہے یہ دولت جس کے پیچھے میں اور آپ بھاگتے ہیں اور سارے رشتے ناطے توڑ دیتے ہیں بعض اوقات کیا ہوتا ہے کہ ایک ذرا سی اللہ تعالیٰ کی چوٹ اللہ تعالیٰ کی ایک آزمائش اس کو ختم کر کے رکھ دیتی ہے تو یہ جو میری اور آپ کی خواہشات ہیں نا کہ میں سب سے زیادہ خوبصورت لگوں ابھی دو چار دن کی بات ہے میری اپنی ایک رشتے دار تھی میں نے پوچھا کیا کر رہی ہو کہنے لگی ساڑھی ہے اس کا بلاؤز سی رہی ہوں تو میں نے کہا اچھا یہ تمہاری کون سی ساڑھی ہےتو کہنے لگی کہ میری تو نہیں ہے میری دیورانی کی ہے تو میں نے کہا کہ تمہاری نہیں ہے تو تم پھر کیوں دیورانی کی ساڑھی پہننے لگی ہو تو کہنے لگی کہ ہاں کیونکہ میری ساس یعنی امی کہتی ہیں کہ نئی ساڑھی پہننی ہے تو میں نے کہا کہ اچھا پھر تم پہننے لگی ہو کہنے لگی کہ ہاں میں اب سی رہی ہوں اور سب کو بتا دیا ہے تو میں نے کہا کہ تمہارے پاس کوئی ساڑھی نہیں ہے کہنے لگی کہ ساڑھیاں تو ہیں وہ سب پہنی ہوئی ہیں میں نے کہا ابھی جو عید پہ جوڑا تھا اتنا قیمتی اتنا مہنگا وہ کہنے لگی کہ وہ بھی امی کہتی ہیں سب نےدیکھ لیا ہے اب وہ نئی ساڑھی پہنو جو کسی نے دیکھی نہ ہو ,تو سب ہی ایسے پہنتے ہیں ایک دوسرے کی چیزیں لے کر تو یہ گھر گھر کی کہانی ہے یہ میں نے ایک مثال آپ کو دی ہے بچے کہتے ہیں جو پہن لیا پھر نہیں پہننا میں کہتی ہوں چلو بچوں کو تو سمجھ نہیں آتی بات کی آپ کو اور مجھ کو کیوں نہیں سمجھ میں آتی بات کی یہ عبایا لوگوں نے دیکھ لیا ہے یہ سونے کے کڑے لوگوں نے دیکھ لیے ہیں یہ ہار لوگوں نے دیکھ لیا ہے یہ کپڑے لوگوں نے دیکھ لیےہیں اور پھر ہم کیا کرتے ہیں ہم کہتے ہیں کہ نہیں اب مانگ کے کسی سے پہن لو ادھار کے پہن لو، اچھا نقلی زیور پہنا اور دیکھو سب نے اس کو اصلی سمجھا کتنا بیوقوف ہم لوگوں کو سمجھتے ہیں سب سے بڑے بیوقوف ہم خود ہیں اللہ کو پتہ ہے یہ نقلی ہے مجھے پتہ ہے یہ نقلی ہے تو کیوں لوگوں کو دکھاتے ہیں کہ ہم نے نقلی پہنا تھا اور اصلی لگ رہا تھا زیور نقلی تھا اور لوگوں کو اصلی لگا تو اصل بات کیا ہے کہ میں اور آپ دنیا کے بیٹے بن گئے ہیں ، دنیا کی بیٹیاں بن گئیں ہیں دنیا سے میں نےاور آپ نے محبت کر لی ہے میری اور آپ کی زندگی کا مقصد دنیا بن گیا کہ اب کیوں یہ بیماری عام ہے آج کے مسلمانوں میں کہ وہ کپڑا پہنیں جو کسی نے دیکھا نہ ہو تو اس طرح توبادشاہ بھی نہیں کرسکتا , نظریں کپڑوں کو پرانا کر دیتی ہیں حضرت عمر بن عبدالعزیز کے بارے میں آتا ہے کہ ان کا حال یہ تھا جو کپڑا ایک دفعہ پہن لیتے تھے دوسری دفعہ نہیں پہنتے تھے شہزادے تھے اور جو جوتا ایک دفعہ پہن لیتے تھے دوسری دفعہ نہیں پہنتے تھے پھر اللہ نے ان کو جب اپنے دین کا شعور دیا جب وہ عمر ثانی بن گئے جب ان میں تقویٰ آ گیا پھر کپڑے بنانے چھوڑ دیے کپڑے پہننے چھوڑ دیے یعنی چند کپڑے تھے جو وہ پہنا کر تےتھے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا بھی یہی حال تھا آئیے آج سے اپنے دلوں کو یہ بات سمجھائیں کہ دنیا خواہشات کے پورے ہونے کی جگہ ہی نہیں ہے اگر کوئی یہ سمجھتا ہے کہ دنیا میں ساری خواہشات پوری ہو جائیں تو وہ جھوٹ کہتا ہے اور وہ جھوٹا ہے اس کی کوئی خواہش دنیا میں پوری نہیں ہو سکتی ساری زندگی جوان رہنا چاہتے ہیں اسی کے لیے بھاگ رہے ہیں ہمیشہ جوان تو رہ نہیں سکتے بڑھاپا تو آنا ہی ہے ساری زندگی دنیا میں رہنا چاہتے ہیں زندگی تو ہمیشہ کی نہیں ہے مرنا تو ہے لمبا قد مناسب خوراک کھانا پینا صحت سب چیزوں کا خیال رکھنا چاہیے لیکن پیچھے ہی تو آیت نمبر دو میں پڑھا آپ نے کہ اللہ تعالیٰ نے ہر چیز کی تقدیر مقرر کر دی ہے۔ کوشش کرنے کے بعد پھر جو خواہش دنیا میں پوری نہ ہو اس کے لیے ایسی کوششیں نہ کریں کہ اللہ کی نافرمانی پر آ جائیں اور یہ چیز اچھی نہیں ہے کہ مانگ کے آپ کپڑے پہن رہے ہیں دین تو خطرے میں نہیں جا رہا تو جو کچھ موجود ہے کپڑا ہے زیور ہے

دلہن بھی بن رہے تو بھی اپنا زیور ہی پہننا چاہئے اپنی زندگی کا ایک معمول بنا لیں آپ تو بن چکیں ماشاءاللہ دلہن اب آپ اس کی پلاننگ نہ سوچنے لگیں میرا کہنے کا مطلب یہ ہے کہ لڑکیاں جو دلہن بننے والی ہیں یا لڑکے جو دلہا بننے والے ہیں یا ویسے آپ دلہن بنتی ہیں کسی شادی میں جاتی ہیں تیار ہوتی ہیں میں نے اسے کہا اچھا تم اپنا لہنگا اور غرارہ کیوں نہیں پہن لیتیں وہ بھی اتنا خوبصورت ہے کہنے لگی کہ وہ بھی ایک دفعہ لوگوں نے دیکھ لیا ہے اور وہ اپنی شادی پہ پہنتے ہیں یا اپنے گھر والوں میں سے کسی کی شادی پہ پہنا جاتا ہے اب کن کتابوں میں یہ باتیں لکھی ہیں یہ میری اور آپ کی بنائی ہوئی ہیں۔ خیر اللہ تعالیٰ اس کا بھلا کرے میرے کہنے پر اس نے ساڑھی تو کر دی واپس اس نے کہا کہ مجھے نہیں پہننی ہے پشواز پہننی ہے یا جو بھی ۔اس نے پھر بات کی لیکن میں نے کہا کہ ضرورت پڑے گی تو میں بھی بات کر لوں گی کوئی مسئلہ نہیں ہے کہ تم اپنی زندگی کا ایک معمول بناؤ تم مٹی کا وہ مادھو نہ بن جاؤ کہ صحیح اور غلط کی کوئی تمیز ہی نہ رہے سمجھ آ رہی ہے آپ کو بات کی تو اصل بات یہ ہے کہ اپنے اور بچوں کے دل میں پہلے دن سے یہ بات بٹھانی چاہیے کہ اللہ دیکھ رہا ہے کسی کی گاڑی مانگ کر یا کسی کی چیز مانگ کر آخرت کی تیاری تو کرتےنہیں لیکن جہاں دنیا کی بات ہوتی ہے اپنی خواہش کی بات ہوتی ہے ہم ساری پوری کرتے ہیں تو اصل بات ہے اللہ رب العزت اعلان کر رہے ہیں **لَّهُمْ فِيهَا مَا يَشَاءُونَ خَالِدِينَ ۚ** کہ جس میں ان کی ہر خواہش پوری ہوگی جس میں وہ ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے **كَانَ عَلَىٰ رَبِّكَ وَعْدًا مَّسْئُولًا**اور یہ جنت ایسی نعمتوں بھری جنت اور ابدی جنت اور ہر خواہش جس میں پوری ہو اس کا عطا کرنا تمہارے رب کے ذمہ **وَعْدًا مَّسْئُولًا** ہے ایک ایسا وعدہ ہے جو واجب الادا ہے اس کے بارے میں سوال کیا جا سکتا ہے

آیت نمبر 17. وَيَوْمَ يَحْشُرُهُمْ وَمَا يَعْبُدُونَ مِن دُونِ ٱللَّهِ فَيَقُولُ ءَأَنتُمْ أَضْلَلْتُمْ عِبَادِى هَٰٓؤُلَآءِ أَمْ هُمْ ضَلُّوا۟ ٱلسَّبِيلَ

ترجمہ۔ اور جس دن اکٹھا کرے گا انہیں اور جن کوا للہ کے سوا پوجتے ہیں پھر ان معبودو ں سے فرمائے گا کیا تم نے گمراہ کردیے یہ میرے بندے یا یہ خود ہی راہ بھولے

وَيَوْمَا اور وہ وہ دن ہوگا **يَحْشُرُهُمْ** وہ ان کو گھیر لائے گا کون؟ اللہ تعالی لوگوں کو گھیر کر لائے گا یہ کن لوگوں کا ذکر ہو رہا ہے کفر کرنے والوں کا اور شرک کرنے والوں کا ذکر ہو رہا ہے کہ وہ دن قیامت کا دن ہوگا جب کافروں کو مشرکوں کو گھیر کر لایا جائے گا **وَمَا يَعْبُدُونَ مِن دُونِ اللَّهِ** اور وہ جسکی عبادت کرتے تھے **مِن دُونِ اللَّهِ**۔ اللہ کو چھوڑ کر تو اس سے مراد کیا ہے؟ یعنی اللہ ان کو بھی گھیر کر لائے گا**وَمَا يَعْبُدُونَ** اور ان کے معبودوں کو بھی گھیر کر لائے گا کیوں؟ **مِن دُونِ اللَّهِ** کہ وہ اللہ کو چھوڑ کر ان کو پوجتے تھے **فَيَقُولُ** پھر اللہ تعالیٰ ان سے پوچھے گا اللہ تعالیٰ کن سے پوچھے گا؟ جو ان کے معبود تھے اللہ ان سے پوچھے گا **ءَأَنتُمْ أَضْلَلْتُمْ عِبَادِى** کیا تم نے گمراہ کیا تھا میرے بندوں کو کیا **هَٰؤُلَاءِ** ان بندوں کو **أَمْ هُمْ ضَلُّوا۟ ٱلسَّبِيلَ** یا پھر یہ راہ راست سے بھٹک گئے تھے اب آپ دیکھیں کہ کافر جو کفر کرنے والے ہیں ان کو بھی اور ان کے معبودوں کو بھی دنیا میں جیسے دوست دوست کے پیچھے چلتے ہیں یا بیوی شوہر کے پیچھے چلتی ہے یا شوہر بیوی کے پیچھے تو اگر دین کے معاملے میں بھی بیوی یا شوہر یا رشتے دار یا دوست یا ملنے جلنے والے گناہوں پر ہیں اور یہ رشتے دار ان کے پیچھے چلیں گے تو اللہ تعالیٰ دونوں کو اکٹھا کر لے گا جنہوں نے شرک کیا اور جن کے ذریعے شرک ہوا اور پھر اللہ تعالیٰ پوچھے گا ان شرک اور کفر کرنے والوں سے بھی اور ان کے معبودوں کو بھی

اور ان معبودوں میں وہ ہاتھ کے بنے ہوئے بت بھی شامل ہیں اور انسان بھی اور جن بھی اور فرشتے بھی اور سب سے اللہ تعالیٰ پوچھے گا اور آپ پیچھے تو پڑھ چکی ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے بھی اللہ تعالیٰ پوچھے گا کہ کیا تم نے کہا تھا ،تم نے تمہاری ماں نے لوگوں کو کہا تھا کہ مجھے(اللہ کو) چھوڑ کر تم میری عبادت کرنی شروع کر دو اللہ کو چھوڑ کر حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اپنی اور ان کی والدہ کی عبادت کے لیے کہا تھا تو وہ کہیں گے کہ نہیں اللہ تعالیٰ تجھے پتہ ہے کہ میں نے تو یہ نہیں کہا تھا جب تک میں تھا تو میں ان کو توحید کی دعوت دیتا رہا جب میں آگیا تو تُو ان کے درمیان تھا تجھے پتہ ہے مجھے کچھ پتہ نہیں ہے آپ دیکھیں انبیاء سے بھی پوچھا جائے گا ہر ایک کی پوچھ ہو گی اور اللہ تعالیٰ سوال کیا پوچھیں گے کیا تم نے میرے ان بندوں کو گمراہ کیا تھایا یہ خود راہ راست سے بھٹک گئے تھے

آیت نمبر 18. قَالُواْ سُبۡحَٰنَكَ مَا كَانَ يَنۢبَغِي لَنَآ أَن نَّتَّخِذَ مِن دُونِكَ مِنۡ أَوۡلِيَآءَ وَلَٰكِن مَّتَّعۡتَهُمۡ وَءَابَآءَهُمۡ حَتَّىٰ نَسُواْ ٱلذِّكۡرَ وَكَانُواْ قَوۡمَۢا بُورٗا

ترجمہ۔ وہ عرض کریں گے "پاک ہے آپ کی ذات، ہماری تو یہ بھی مجال نہ تھی کہ آپ کے سوا کسی کو اپنا مولا بنائیں مگر آپ نے اِن کو اور ان کے باپ دادا کو خوب سامانِ زندگی دیا حتیٰ کہ یہ سبق بھول گئے اور شامت زدہ ہو کر رہے"

وہ کہیں گے **سُبْحَانَكَ** پاک ہے آپ کی ذات **مَا كَانَ يَنبَغِي لَنَا** ہمارے لیے تو یہ تھا ہی نہیں یعنی ہماری تو یہ مجال ہی نہیں تھی **أَن نَّتَّخِذَ مِن دُونِكَ مِنْ أَوْلِيَاءَ** کہ ہم آپ کی جگہ کسی کو اپنا ولی بنا لیں اپنا مولا بنا لیں **مِن دُونِكَ** آپ سے ہٹ کر آپ کو چھوڑ کر آپ کو پتہ ہے نا **دون** اس کی خاص بات کیا ہے ذوی الاضداد میں سے ہے آگے بھی، پیچھے بھی، پہلے بھی، بعد میں بھی یہ مختلف معنوں میں آتا ہے تو یہاں پہ کیا ہے کہ اللہ کو چھوڑ کر دوسروں کو ولی اور دوست بنانا تو کہیں گے ہماری تو مجال ہی نہیں تھی کہ آپ کے سوا کسی کو ہم مولا بنا لیتے **وَلَٰكِن مَّتَّعْتَهُمْ** مگر آپ نے ان کو خوب زندگی کا سامان دیا مگر آپ نے کیا کیا **مَّتَّعْتَهُمْ** خوب ان کو متاع، سامان ،اسباب زندگی کی جو رونق ہے زندگی کی جو دولت ہے آپ نے ان کو عطا کی **وَآبَاءَهُمْ** اور ان کے باپ دادا کو بھی **حَتَّىٰ نَسُوا الذِّكْرَ** یہاں تک کہ یہ لوگ ذکر کو بھول گئے **وَكَانُوا قَوْمًا بُورًا** اور پھر یہ شامت زدہ ہو کر رہ گئے اور یہ ایسا بھولے کہ یہ لوگ **قَوْمًا بُورًا** کہ پھر یہ ہلاک ہونے والے بن گئے تو **بُور** واحد ہے **بُورا** اس کی جمع ہے یہ مذکر مؤنث سب کے لیے آتا ہے اور ایسی زمین جس میں فصل نہ ہو ایسی زمین جو نا کارہ ہو فاسد ہو یہ سفید سیم و تھور والی زمین کے لیے بھی بُورا لفظ آتا ہے تو یہاں مراد کیا ہے کہ ہلاک ہونے والی قوم ایسی قوم جن کے اندر کوئی خیر نہیں تھی کہ ان کو نوازا جاتا تو اللہ رب العزت کہہ رہے ہیں کہ اصل اس کی وجہ کیا تھی **وَلَٰكِن مَّتَّعْتَهُمْ وَآبَاءَهُمْ حَتَّىٰ نَسُوا الذِّكْرَ** کہ اس وقت وہ لوگ کہیں گےکہ آپ نے ان کو اور ان کے باپ دادا کو بہت زیادہ دنیا دے دی تھی دولت دے دی تھی امیر بنا دیا اور اس کا نتیجہ کیا نکلا کہ یہ لوگ سبق کو بھول گئے آپ کو بتایا تھا **(ن س ی)** کے معنی کیا ہیں بھول جانا اور بعض لوگ کہتے ہیں انسان کا مادہ بھی یہ ہے بعض لوگ کہتے ہیں کہ نہیں مادہ(ا ن س) ہے کہ وہ انس محبت سے مل جل کر رہنا پسند کرتا ہے تو اصل میں ذکر سے مراد یاددہانی ہے جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے انسان کو برابر آخرت کی یاد رکھنے کے لیے کی جاتی ہے کیونکہ اللہ رب العزت نے انبیاء کے ذریعے اور کتابوں کے ذریعے انسانوں کو مسلسل توحید اور آخرت کی یاددہانی کرائی ہے بار بار انسان کو بتایا ہے

لیکن ہوتا کیا ہے کہ جب انسان کو زیادہ دولت ملتی ہے زیادہ انسان امیر ہو جاتا ہے تو پھر وہ اللہ کو بھول جاتا ہے **فَطَالَ عَلَيْهِمُ الْأَمَدُ فَقَسَتْ قُلُوبُهُمْ** سورت الحدید آیت نمبر 16 کہ **فَطَالَ عَلَيْهِمُ** یعنی جب ان پر دولت کا زمانہ طویل ہو گیا تو ان کے دل سخت ہو گئے کہ جب کسی کو امارت ملتی ہے دولت ملتی ہے تو لوگ اللہ کو بھول جاتے ہیں وہ سمجھتے ہیں کہ ہم ہی بہترین لوگ ہیں مثلا آپ دیکھیں یہ آیت نمبر 44 سورت الانبیاء میں آپ پڑھ چکی ہیں **بَلْ مَتَّعْنَا هَٰؤُلَاءِ وَآبَاءَهُمْ حَتَّىٰ طَالَ عَلَيْهِمُ الْعُمُرُ ۗ أَفَلَا يَرَوْنَ أَنَّا نَأْتِي الْأَرْضَ نَنقُصُهَا مِنْ أَطْرَافِهَا ۚ أَفَهُمُ الْغَالِبُونَ** **سورت الانبیاء 44** بلکہ ہم نے انہیں خوب دیا **وَآبَاءَهُمْ** اور ان کے باپ دادا کو **حَتَّىٰ طَالَ عَلَيْهِمُ الْعُمُرُ** یہاں تک کہ ان پر ایک مدت کی زندگی گزر گئی اور اس کی وجہ سے پھر وہ لوگ دین سے دور ہو گئے یعنی جب عیش وعشرت کی بھرمار تھی تو لوگ اللہ کو بھول گئے نصیحت کو بھول گئے انبیاء اور کتابوں کو بھول گئے تو اصل میں جب کسی کو عیش وعشرت ملتی ہے اور لمبے عرصے ملتی ہے تو یہ اللہ کا قانونِ امہال ہے مہلت کا ایک اصول ہے جس کی وجہ سے لوگوں کو دھوکے میں نہیں پڑنا چاہیے اور کسی وقت بھی اللہ تعالی وہ چند روزہ آرام دہ جو زندگی ہے اس میں رسی کو کھنیچ سکتا ہے پکڑ سکتا ہے ساتھ ہی اللہ تعالی کہتے ہیں **وَكَانُوا قَوْمًا بُورًا** اصل میں یہ لوگ تھے ہی تباہ ہونے والے ہیں اصل میں یہ ہلاک ہونے والی قوم تھی

آیت نمبر 19. فَقَدْ كَذَّبُوكُم بِمَا تَقُولُونَ فَمَا تَسْتَطِيعُونَ صَرْفًا وَلَا نَصْرًا ۚ وَمَن يَظْلِم مِّنكُمْ نُذِقْهُ عَذَابًا كَبِيرًا

ترجمہ۔ یوں جھٹلا دیں گے وہ (تمہارے معبود) تمہاری اُن باتوں کو جو آج تم کہہ رہے ہو، پھر تم نہ اپنی شامت ٹال سکو گے نہ کہیں سے مدد پا سکو گے اور جو بھی تم میں سے ظلم کرے اسے ہم سخت عذاب کا مزہ چکھائیں گے

فَقَدْ كَذَّبُوكُم بِمَا تَقُولُونَ پھر یہ یوں جھٹلا دیں گے تمھیں وہ تمہارے معبود **بِمَا تَقُولُون** تمہاری ان باتوں کو جو تم کہتے ہو **فَقَدْ كَذَّبُوكُم** کیا مطلب ہے اس کا کہ تمہارے معبودوں نے کیا کیا تمہیں جھٹلا دیا **بِمَا تَقُولُون** جو آج تم کہہ رہے ہو مثلا آپ دیکھیں کہ معبودوں کے پیچھے لوگ چل رہے ہیں تو قیامت کے دن تو یہ کام ہی نہیں آئیں گے جیسے فرشتہ بزرگ کوئی انسان ان کے اپنے ہاتھوں کے تراشے معبود ان کے کام ہی نہیں آئیں گے بلکہ اللہ تعالیٰ کیا بات کہہ رہے ہیں کہ یہ وہ لوگ ہیں کہ انہوں نے تم کو جھٹلا دیا ہے **فَقَدْ كَذَّبُوكُم** تو وہ جھٹلا چکے تم کو **بِمَا تَقُولُون** تمہاری بات میں **فَمَا تَسْتَطِيعُونَ صَرْفًا وَلَا نَصْرًا** اب نہ تم لوٹا سکتے ہو اور نہ مدد کر سکتے ہو **فَمَا تَسْتَطِيعُونَ** اب مزید یہاں بتایا جا رہا ہے کہ ظلمِ عظیم کی سزا بھی اب عذابِ کبیر ہے اور وہ کیسے ہے کہ تم نے جو **ظُلْمًا وَزُورًا** کیا تھا نا **فَمَا تَسْتَطِيعُونَ صَرْفًا** اب تم اپنی شامت کو ہٹا نہیں سکتے ٹال نہیں سکتے **صرف** کے معنی کیا ہے پھیر دینا ہٹا دینا تو اب تم اپنے سے جس عذاب کا ذکر ہے نا **سَعِيرًا** اور **تَغَيُّظًا وَزَفِيرًا** تو یہ ہے کہ **مَكَانًا ضَيِّقًا مُّقَرَّنِينَ دَعَوْا هُنَالِكَ ثُبُورًا** کچھ بھی کر لو **فَمَا تَسْتَطِيعُونَ صَرْفًا وَلَا نَصْرًا** تم پر یہ جو مصیبت قیامت کا عذاب آ چکا ہے اب تم اس کو ہٹا نہیں سکتے، **وَلَا نَصْرًا** نہ ہی کہیں سے کوئی مدد مل سکتی ہے تو اللہ تعالیٰ کیا بتا رہے ہیں کہ آج عمل کے میدان میں ہو آج اپنی زندگیوں کو سنوار لو اگر شرک کیا اگر کفر کیا تو عذابِ عظیم کا مزہ چکھو گے نا کوئی مدد ہے اور نا ہی کوئی فرار ہے **وَمَن يَظْلِم مِّنكُمْ نُذِقْهُ عَذَابًا كَبِيرًا** اور تم میں سے جو کوئی ظلم کرے تو ظلم سے مراد ویسے تو کیا ہے اسلام کو قبول نہ کرنا بھی ظلم ہے اور یہاں پہ شرک کرنا ہے اور اہل مکہ نے کیا کیا نبی کو نا مانا، اللہ کو نا مانا ،قرآن کو نا مانا اور آخرت کا انکار کیا تو یہ تھا ظلم **وَمَن يَظْلِم مِّنكُمْ** اور تم میں سے جو کوئی ظلم کرے **نُذِقْهُ عَذَابًا**

كَبِيرًا تو ان کو سخت عذاب کا مزہ چکھائیں گے اب پھر کہا جا رہا ہے دھمکی دی جارہی ہے کہ **وَعَذَابًا كَبِيرًا** سے مراد کیا ہے یعنی شرک کی سزا بڑی سخت ہے ظلم عظیم ہے تو **عَذَابًا كَبِيرًا** ہے **ظُلْمًا وَزُورًا** ہے۔

آیت نمبر 20. وَمَا أَرْسَلْنَا قَبْلَكَ مِنَ الْمُرْسَلِينَ إِلَّا إِنَّهُمْ لَيَأْكُلُونَ الطَّعَامَ وَيَمْشُونَ فِي الْأَسْوَاقِ ۗ وَجَعَلْنَا بَعْضَكُمْ لِبَعْضٍ فِتْنَةً أَتَصْبِرُونَ ۗ وَكَانَ رَبُّكَ بَصِيرًا

ترجمہ۔اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم ، تم سے پہلے جو رسول بھی ہم نے بھیجے ہیں وہ سب بھی کھانا کھانے والے اور بازاروں میں چلنے پھرنے والے لوگ ہی تھے دراصل ہم نے تم لوگوں کو ایک دوسرے کے لیے آزمائش کا ذریعہ بنا دیا ہے کیا تم صبر کرتے ہو؟ تمہارا رب سب کچھ دیکھتا ہے

وَمَا أَرْسَلْنَا قَبْلَكَ مِنَ الْمُرْسَلِينَ اور اب ان کا وہ جواب اللہ تعالیٰ دے رہے ہیں جو اہل مکہ نے اعتراض کیا تھا آیت نمبر سات میں اللہ تعالیٰ اس کا جواب دے رہے ہیں انہوں نے کیا کہا تھا کہ کیسا رسول ہے جو کھانا کھاتا ہے بازاروں میں چلتا پھرتا ہے کیوں نہیں اس کے پاس فرشتہ آیا جو اس کے ساتھ ہوتا اور دھمکاتا لوگوں کو یا خزانہ یا باغ تو اللہ تعالیٰ کہتا ہے **وَمَا أَرْسَلْنَا قَبْلَكَ مِنَ الْمُرْسَلِينَ** اے محمد ﷺ ہم نے جو رسول بھی تم سے پہلے بھیجے **أَرْسَلْنَا** ہم نے بھیجا **قَبْلَكَ** آپ سے پہلے **مِنَ الْمُرْسَلِينَ** رسولوں میں سے **إِلَّا** مگر نہیں، کیا کرتے تھے وہ **إِنَّهُمْ لَيَأْكُلُونَ الطَّعَامَ** وہ سب کے سب کھانا کھانے والے تھے وہ انسان تھے ان کو بھوک لگتی تھی وہ کھانا کھاتے تھے اہل مکہ کہتے تھے بشر ہیں اور آپ کھانا کھاتے ہیں کہا کہ سارے رسول کھانا کھاتے تھے **وَيَمْشُونَ فِي الْأَسْوَاقِ** اور وہ سارے بازاروں میں چلنے پھرنے والے تھے اور ان کا یہ کہنا تھا کہ پیارے رسول جو ہیں عام انسانوں کی طرح بازاروں میں چلتے پھرتے ہیں اللہ تعالیٰ اعلان کر رہے ہیں اللہ تعالیٰ بتا رہے ہیں کہ سارے رسول چلتے پھرتے تھے بازاروں میں سارے کے سارے رسول کیسے تھے کہ بازار میں چلنا یہی ان کی خوبی تھی کیا مطلب ہے کہ انسان تھے ضروریات زندگی کے لیے وہ چلتے پھرتے تھے تو یہ بشریت کے خلاف نہیں ہے اگر کوئی شخص کھانا کھائے یا بازاروں میں آئے جائے تو کہا جائے کہ یہ نبی نہیں ہو سکتا یہ ہمارے ہی جیسا بشر کیوں ہے ضروریات زندگی پوری کرنے کے لیے انسان زمین پر چلتا پھرتا ہے لیکن پھر اللہ تعالیٰ نے رسولوں کو بشر کیوں بنایا اور ہر دور کے لوگوں نے بشر پر اعتراض کیوں کیا انکار کرنے والوں نے اس کا اعتراض کیوں کیا اللہ تعالیٰ کہتے ہیں کہ میں نے جو رسولوں کو بشر بنایا وہ کھانا کھاتے تھے اور عام انسانوں کی طرح بازاروں میں چلتے پھرتے تھے تو وجہ کیا تھی؟ **وَجَعَلْنَا بَعْضَكُمْ لِبَعْضٍ فِتْنَةً** ہم نے دراصل تم لوگوں کو ایک دوسرے کے لیے آزمائش کا ذریعہ بنا دیا تو یہ ہے اصل بات کہ اللہ تعالیٰ نے لوگوں کو آزمائش کا ذریعہ بنا دیا بعض لوگوں کو بعض کے لیے فتنہ بنا دیا تو اس کے دراصل کیا معنی ہیں؟ دراصل یہاں پر اللہ تعالیٰ بتا رہے ہیں کہ میں نے جو رسول بھیجے سب لوگوں کو آزمائش میں ڈال دیا ہر ایک کو خوب جانچا پرکھا رسولوں کو بھیج کر ایمان لانے والوں کو بھی جانچا پرکھا اور کافروں کو بھی جانچا پرکھا ایمان لانے والوں میں سب سے زیادہ سخت آزمائش تو خود رسولوں کی ہوئی جیسے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سب سے زیادہ سخت آزمائش نبیوں کی ہوتی ہے پھر اس کے قریبی مومنوں کی پھر اگلے درجہ کے مومنوں کی تو گویا کہ اس کے معنی یہ ہیں کہ نبی جو دعوت دیتا ہے تو ہوتا کیا ہے کہ نبی کی دعوت پر کچھ لوگ ایمان لاتے ہیں ظلم و ستم کا نشانہ بنتے ہیں معاشرہ تنگ کرتا ہے اور بالعموم جو شروع میں ایمان لانے والے ہوتے ہیں وہ کمزور ہوتے ہیں اب دوسری طرف کون لوگ ہوتے ہیں وہ کافر ہوتے ہیں اور مکہ میں بھی مکہ کے جو

سردار تھے وہ کون تھے امیر تھے بڑے بڑے تھے اور وہ ایمان لانے والوں میں سے تو نہیں تھے آپ پر جو ایمان لائے تو وہ کمزور لوگ تھے غلام تھے اور مظلوم تھے اور ان کو وہ لوگ مارتے پیٹتے تھے تو گویا کہ یہاں پر جو سب سے زیادہ نمایاں ہو کر بات آ رہی ہے وہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انبیاء کے ذریعے ایمان لانے والوں کی بھی آزمائش کی اور کافروں کی بھی ایمان لانے والوں کی آزمائش کیا ہوتی ہے؟ کافروں کی تو سمجھ میں آیا کہ انہوں نے کفر کیا ایمان لانے والے تو ایمان لائے ان کی کیوں آزمائش ہوئی؟ تو ایمان لانے والوں کی آزمائش اس لیے ہوتی ہے کہ اللہ تعالیٰ یہ جاننا چاہتے ہیں یہ دیکھنا چاہتے ہیں کہ ایمان لانے والوں میں سے سچے کون ہیں اور جھوٹے کون ہیں کھوٹا اور کھرا جو ہے اس میں تمیز پیدا ہو جائے سورت العنکبوت آیت نمبر 2 میں اللہ تعالیٰ کہتے ہیں **أَحَسِبَ النَّاسُ أَن يُتْرَكُوا أَن يَقُولُوا آمَنَّا وَهُمْ لَا يُفْتَنُونَ وَلَقَدْ فَتَنَّا الَّذِينَ مِن قَبْلِهِمْ ۖ فَلَيَعْلَمَنَّ اللَّهُ الَّذِينَ صَدَقُوا وَلَيَعْلَمَنَّ الْكَاذِبِينَ** کیا لوگوں نے یہ گمان کر رکھا ہے سمجھ رکھا ہے کہ وہ اتنا کہنے پر چھوڑ دیے جائیں گے کہ ہم ایمان لائے اور اللہ تعالیٰ کہتے ہیں کہ ہم ان کو آزمائیں گے نہیں ہم انہیں آزمائے بغیر یوں ہی چھوڑ دیں گے **وَلَقَدْ فَتَنَّا الَّذِينَ مِن قَبْلِهِمْ** ان سے اگلوں کو بھی ہم نے خوب آزمایا **فَتَنَّ** خوب آزمایا خوب پرکھا **ۖ فَلَيَعْلَمَنَّ اللَّهُ الَّذِينَ صَدَقُوا وَلَيَعْلَمَنَّ الْكَاذِبِينَ** یقیناً اللہ تعالیٰ ضرور با ضرور دیکھے گا ان لوگوں کو جو سچ کہتے ہیں اور ان کو بھی جو کہ جھوٹے ہیں تو یہ سورت العنکبوت کی آیت نمبر 2 اور 3 میں اللہ تعالی ڈنکے کی چوٹ پر واضح طور پر یہ بات بتا رہے ہیں کہ جو ایمان لاتا ہے زبان سے تو امتحان کے بغیر اللہ تعالی نہیں چھوڑیں گے بلکہ کیا ہے کہ اللہ تعالی دیکھیں گے جان مال کی تکلیفوں میں ڈال کر کسی کا حادثہ ہو گیا تو کسی کے جسم کا حصہ فریکچر ہو گیا کسی کی نوکری چھوٹ گئی کسی کو بیماری لگ گئی، کسی کو دے کر کسی سے لے کر کہیں اللہ نے اولاد دے دی کہیں اولاد سے محروم کر دیا کہیں بینائی دے دی کہیں اللہ تعالی نے بصارت سے محروم کر دیا تو اللہ تعالی کہتے ہیں کہ مختلف جان مال اور دنیا کی جو چیزیں ہیں ان کی جو آزمائشیں ہیں اس کا مقصد یہ ہے کہ کھرا اور کھوٹا کا فرق پتہ چل جائے اور بھٹی جب تک گرم نہیں ہوتی آزمائشوں کی چکی میں لوگ پستے نہیں ہیں اس وقت تک کھرےاورکھوٹے میں فرق نہیں ہو سکتا تو منکرین کی بھی آزمائش اور صحابہ رسول کی بھی آزمائش تو کسی کا بہت امیر ہونا اس کی آزمائش ہے کسی کا بہت غریب ہونا اس کی آزمائش ہے اور اللہ تعالی ان آزمائشوں کے ذریعے سے کیا چیز دیکھنا چاہتے ہیں کہ سچا کون ہے اور جھوٹا کون ہے اگر کوئی بہت امیر ہے تو امارت اس بات کی دلیل نہیں ہے کہ اللہ اس سے راضی ہے جب تک کہ وہ اللہ کا پسندیدہ بندہ نہ بن جائے اور اسی طرح کسی کا بہت غریب ہونا اس بات کی دلیل نہیں ہے کہ وہ شخص اللہ کا ناپسندیدہ ہے بلکہ کیا ہے کہ دراصل یہ ایک آزمائش ہے اور اللہ تعالی جیسے ایک چھلنی ہوتی جس میں چھان چھان کا ہر چیز کو گزارا جاتا ہے تو اللہ تعالی نے بعض کو بعض کے لیے آزمائش بنایا ہے تو کرنا کیا چاہیے کہ اس بات کو سوچنا چاہیے کہ ہر چیز دوسرے کے لیے آزمائش ہے اس زمانے میں کیا تھا کہ نبی کے ذریعے آزمائش تھی کافروں کی بھی اور مسلمانوں کی بھی آج کے دور میں کیا آزمائش ہے آج کے دور میں ہر شخص آزمائش میں ہے مومن بھی اور کافر بھی مثلاً ایک شخص گھر میں بیمار ہو گیا اس کی ٹانگ کٹ گئی اب سارے ترس کھا رہے ہیں کہ بیچارے کی ٹانگ کٹ گئی اس کی آزمائش تو ہے ہی یہ گھر والوں کی اس سے بڑھ کر آزمائش ہے گھر والے بغیر ٹانگ والے کے ساتھ کیا سلوک کرتے ہیں ایک شخص کی نوکری چھوٹ گئی دوسرے کی نوکری ہے تو نوکری والوں کی آزمائش ہے کہ بغیر نوکری والے کے ساتھ وہ کیا سلوک کرتے ہیں ایک عورت بغیر شوہر کے ہے شوہر فوت ہو گیا اب شوہر والیوں کی آزمائش ہے کہ جو بغیر شوہر والی عورت رہ رہی ہے وہ اس کے ساتھ کیا سلوک کرتیں ہیں تو گویا کہ ہم میں سے ہر شخص کے پاس جو کچھ بھی موجود ہے اس کو اپنا جائزہ لینا چاہیے

کہ شکر کر رہے ہیں ،صبر کر رہے ہیں اور میں اور آپ کس جگہ پر کھڑے ہیں عمل کا کیا حال ہے تو پوری بات کا نچوڑ کیا ہے کہ اہل مکہ اعتراض کرتے تھے مطالبات کرتے تھے رسالت قرآن توحید اور آخرت کا انکار کرتے تھے اللہ تعالیٰ کہتے ہیں کہ آخرت تو ہو کر رہے گی حساب کتاب بھی ہوگا دراصل ہم نے تم لوگوں کو ایک دوسرے کے لیے آزمائش کا ذریعہ بنا دیا ہے اور اس کو آپ یوں بھی کہہ سکتے ہیں کہ حق اور باطل کا ایک معرکہ ایک بھٹی ہے جو جل رہی ہے حق اور باطل کی ایک بھٹی گرم ہے اور یہ اللہ کی مشیت کے مطابق ہے اس میں بڑی حکمتیں ہیں اور اس بھٹی میں ہر قوم کے ایک ایک فرد کی آزمائش ہو رہی ہے کہ وہ کر کیا رہا ہے پھر اگلا سوال ہے **أَتَصْبِرُونَ** کیا تم صبر کرتے ہو کیا تمہیں یہ مصلحت سمجھ میں آگئی کیا اب تم کو صبر آگیا کہ آزمائش کی اس حالت میں تم وہ کام کر رہے ہو جو تمہیں کرنا چاہئے جیسے چوٹیں کھانے پر تم راضی ہو چوٹیں تو ناگزیر ہیں آزمائشیں تو ناگزیر ہیں اور چوٹوں کی اس بھٹی میں اب تم صبر اور شکر کی کیفیت سے مالا مال ہو یعنی مثلاً ایمان لانے والے ہیں اب بعض کہتے ہیں لو جی کلاس لینی شروع کی اور زیادہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے آزمائش میری شروع ہو گئی ہے یعنی نیکی کی طرف میں آئی جونہی میں نے نماز پڑھنی شروع کی کلاس شروع کی میں نیکی کی طرف آئی اور میرے اوپر تو آزمائشوں کا ایک دور ہے جو شروع ہو گیا ہے تو آپ نے وہ حدیث تو سنی ہو گی **حدیث کا مفہوم** کہ "اللہ تعالیٰ جو شخص جتنا ایمان کے لحاظ سے مضبوط ہوتا ہے اللہ تعالیٰ اتنا ہی زیادہ اس کی آزمائش کرتا چلا جاتا ہے" اور اصل بات جو یہاں یہ اللہ تعالیٰ پوچھ رہے ہیں کیا تم صبر کرتے ہو یعنی یہ جو کافر اعتراض کر رہے ہیں، کافر مذاق اڑا رہے ہیں مسلمانوں کا تو کیا اس کے بعد بھی تم صبر کرو گے یعنی دنیا میں انسان پر جو آزمائشیں آ رہی ہیں کیا اس پر انسان صبر کرے گا اب آپ دیکھیں کہ صبر کی جو بنیادیں ہیں وہ ہمیں یاد ہونی چاہیے صبر کے بنیادی عقائد جب تک دل کے اندر راسخ نہیں ہوں گی تو ہم ایک اچھے مسلمان نہیں بن سکتے اور صبر اوپر سے چپکایا نہیں جا سکتا بلکہ کیا ہے یہ اندر ڈالنا چاہیے اور اس کی تین بنیادیں ہیں ایک تو یہ کہ دنیا میں جو کچھ بھی واقع ہوتا ہے سب اللہ کے اذن اور اس کے ارادے اور مشیت کے تحت ہوتا ہے یعنی اللہ کی اجازت اور ارادے کے بغیر ایک ذرہ بھی اپنی جگہ سے حرکت نہیں کرتا یہ بات اپنے دلوں میں راسخ کر لیں دل کے اندر بٹھا دیں کہ اللہ کی اجازت کے بغیر پتا بھی ہلتا نہیں ہے ذرہ بھی حرکت نہیں کرتا دوسری بات کہ اللہ خیر مطلق اور حکیم ہے اللہ کا کوئی بھی ارادہ خیر اور حکمت سے خالی نہیں ہے اب اگر کافر مزے کی زندگی بسر کر رہے ہیں اس کا یہ نہیں مطلب کہ اللہ کافروں سے محبت کرتا ہے یا ان کے آگے بے بس اور مجبور ہے بلکہ کیا ہے کہ اس کے اندر بھی کوئی یقیناً خیرِ عظیم پرورش کر رہا ہے اس میں بھی کوئی حکمت ہے کہ اہلِ حق مصیبتوں میں ہیں پریشانیوں میں ہیں اور اہلِ کفر جو ہیں وہ مزے کر رہے ہیں جیسے اُس زمانے میں مکی دور میں دیکھیں کہ کافر کیا کرتے تھے رسول اللہ اور آپ کے صحابہ کا کیا حال تھا دوسری بات ہمیں کیا پتہ چلتی ہے کہ اللہ کا کوئی بھی ارادہ خیر اور حکمت سے خالی نہیں ہے کیوں؟ اللہ خیر مطلق اور حکیم ہے تیسری بات جو بہت اہم ہے اور وہ یہ ہے کہ میرا اور آپ کا علم محدود ہے اور اللہ کے ارادوں میں جو خیر اور حکمت ہے وہ ہمیں دنیا میں نہیں پتہ چل سکتی بلکہ وہ آخرت میں پتہ چلے گی جو کچھ دنیا میں ہو رہا ہے مثلاً میں نے اپنی بیٹی کا رشتہ فلاں جگہ کیوں کر دیا جبکہ اتنے اچھے اچھے رشتے آئے تھے میں نے فلاں جگہ کر دیا اور اب طلاق ہو گئی میں نے وہ رشتہ کیوں کیا اپنے آپ کو کوسنا کبھی بیٹی کو کوسنا میں نے یہ رشتہ کیوں کیا میرے بیٹے کا بازوٹوٹ گیا ماں کہنے لگی کہ بیٹے کا بازو ٹوٹ گیا اس کو بڑے اچھے جوتے لے کر دیے اور اس نے وعدہ کیا تھا کہ یہ باسکٹ بال جا کے نہیں کھیلے گا فٹ بال باسکٹ بال کوئی بال آپ کہہ لیں وہ کھیلے گا نہیں لیکن یہ کھیلا اور جب بازو ٹوٹ گیا تو اب بازو اس لیے ٹوٹا کہ تم نے کہنا نہیں

مانا بھلے آپ کے دل میں یہ بات نہیں آپ کی زبان پر آگئی ہم اس وقت یہ بات بھول گئے کہ اللہ کے فیصلے پر صابر اور شاکر رہنا ہے میں نے سمجھا دیا ایک دفعہ ٹوٹ گئی ہے اب تمہارا گھٹنا کمزور ہے تم نے نہیں کھیلنا اب پھر ٹوٹ گئی پھر کہنا نہیں مانتا اب ہو سکتا ہے وہ تیسری دفعہ بھی کھیلے اور بچے وعدہ کر لیتے ہیں ماں باپ سے ڈرتے ہوئے اور بعض اوقات وہ سچا وعدہ بھی کرتے ہیں وعدہ تو موسیٰ علیہ السلام نے بھی خضر علیہ السلام سے کیا تھا وہ تو وقت کے پیغمبر تھے وعدہ تو کیا تھا پروعدے پہ رہ تو نہ سکے موسیٰ علیہ السلام کیوں نہ رہ سکے اس لیے کہ وہ علم جو خضر علیہ السلام کو ملا تھا وہ موسیٰ علیہ السلام کو تو نہیں ملا تھا تو انسان کا جو علم ہے محدود ہے تو اللہ کے ارادوں میں جو بھی پیغام ہوتا ہے یا جو کچھ بھی دنیا میں ہوتا ہے تو اس میں کیا خیر ہے ہمیں نہیں پتہ تو پھر ہم کیا کریں جب ہمارے علم کی رسائی محدود ہے ہمارا صحیح رویہ یہ ہے کہ اللہ کے فیصلوں پر صابر اور شاکر رہ کر اپنا فرض ادا کریں رات کی تاریکی میں جو صبح کی روشنی چھپی ہے آج کی تلخیوں میں جو شیرینی چھپی ہوئی ہے آج کی پریشانیوں میں جو راحت چھپی ہوئی ہے انشاءاللہ اس کے اچھے اثرات اس کے بہترین ثمرات کل نظر آئیں گے میرے ساتھ باجی جتنے لوگوں نے اپلائی کیا تھا مجھے چار سال ہو گئے رلتے ہوئے نہ ماں باپ کے پاس گئی نہ کہیں اور گئی دل مچل رہاہے سب کچھ چھوڑ چھاڑ کر اب تو جانا چاہتی ہوں اس کے اندر جو خیر چھپی ہے کون جانتا ہے؟ اللہ جانتا ہے آپ نہیں جانتیں، میں نہیں جانتی میرا شوہر آج امتحان دینے جا رہا تھا آج ہی اس کی طبیعت خراب ہونی تھی، امتحان ہو جاتا تو کتنی اچھی نوکری شروع ہو جاتی، جیسے امریکہ میں شروع ہو گئی تھی؟ دل میں خیال آتا ہے امتحان دینے کے دن ہی طبیعت خراب ہونی تھی۔ کتنے عرصے سے آپ اپلائی کرتے ہیں، فیس دیتے ہیں، کتنی دیر پہلے سے؟ ایک عورت کہنے لگی، پی ایچ ڈی کا آخری سمسٹر رہ گیا تھا اور پڑھائی کا ویزا تھا وہ ختم ہو گیا حالانکہ وہ دو سال بعد ختم ہونا تھا، بس کچھ ایسا ہوا کہ وہ ویزا ہی ختم ہو گیا اب تو دو لاکھ کی نوکری ملنے والی تھی، جامعات رابطہ کر رہی تھیں اور کتنے اچھے دن تھے جو آنے والے تھے، لیکن اس میں کیا خیر چھپی ہے؟ تو صبر کے تین عقائد ،تین بنیادیں آج مجھے اور آپ کو یاد کر لینی ہیں اور یاد اُس دن ہوں گی جب کچھ بھی حالات ہوں میری اور آپ کی زبان سے کچھ ایسے جملے نہ نکلا کریں بعض دفعہ ہم تھوڑی دیر بعد سمجھ جاتے ہیں لیکن اس وقت کیوں نہیں سمجھ آئی؟ اُس وقت میری اور آپ کی زبان سے کیوں ایسا نکلا کہ اللہ تعالیٰ نے ماں کو کیوں موت دے دی؟ اس بچے کو موت دے دیتا؟ بیٹا پیدا ہوا، بیٹی پیدا ہوئی پیدا ہوتے ہی ماں فوت ہو گئی تو اصل بات کیا ہے؟ کون جانتا ہے؟ اللہ تعالیٰ جانتا ہے کس میں کیا خیر ہے؟ مالی باغ میں کانٹ چھانٹ کرتا ہے، پورے باغ کی دیکھ بھال کرتا ہے، اس کے سامنے پورا باغ ہوتا ہے کائنات کے نظام کو اللہ نے چلانا ہے، اللہ کو زیادہ پتہ ہے، اللہ زیادہ بہتر سمجھتا ہے کس میں میرے اور آپ کے لیے خیر ہے تو اصل بات کیا ہے؟ اللہ تعالیٰ پوچھ رہے ہیں **اَتَصبِرُونَ** کیا تم صبر کرتے ہو؟ اور تین باتیں نمبر ایک جو صبر کے بنیادی عقائد ہیں کہ دنیا میں جو کچھ ہوتا ہے اللہ تعالیٰ کے ارادے اور مشیت کے تحت ہوتا ہے آپ اس کو یوں بھی کہہ سکتے ہیں کہ کائنات میں ایک پتا بھی اللہ کی اجازت کے بغیر ہل نہیں سکتا اور ایک ذرہ بھی اس کی اجازت کے بغیر حرکت نہیں کر سکتا جو کچھ ہوتا ہے، اللہ کی مرضی سے ہوتا ہے نمبر دو اللہ تعالیٰ جو کچھ بھی کرتا ہے اس میں خیر ہی خیر ہے، حکمت ہی حکمت ہے کاش کہ مجھے اور آپ کو یہ بات سمجھ میں آجائے تو میری اور آپ کی زندگی سکون میں آجائے تیسری بات کہ میرا اور آپ کا علم محدود ہے اور اللہ کا علم غیر محدود ہے اور پھر اس نے یہ کیوں کیا وہاں رشتہ کیوں ہو گیا حادثہ کیوں ہوا میں نے روڈ ٹیسٹ پاس کیوں نہ کیا مجھے افسوس ہے کہ میں نے ریورس گیئر لگاتے پھر غلطی کر لی باجی میں دوسری دفعہ بھی فیل ہو گئی کوئی بات نہیں سات دفعہ میں پاس ہوئیں یا پہلی

دفعہ میں پاس ہوئیں جس نے پہلی دفعہ پاس کیا اس کو کوئی کریڈٹ نہیں ہے جو سات دفعہ میں پاس ہوا تو بھی کوئی بات نہیں ہے دنیا کی زندگی ہے گزر جائے گی تو اصل بات کیا ہے کہ میرا اور آپ کا علم جو ہے اس کی رسائی محدود ہے صبر اور شکر کرتے ہوئے میں اور آپ اپنا فرض ادا کریں اور مطمئن رہیں کہ آج کی تلخیوں کے اندر جو شیرینی چھپی ہے وہ انشاءاللہ کل ملے گی ہو سکتا ہے دنیا میں بعض باتیں سامنے نہ آئیں انشاءاللہ آخرت میں آئیں گے میں اسی شوہر کے ساتھ نکھٹو کے ساتھ کیوں باندھ دی گئی یا شوہر یہ کہے کہ ایسی بد زبان بیوی کے ساتھ میری قسمت کیوں پھوٹ گئی یہی باتیں میں اور آپ کرتے ہیں صبح سے لے کے شام تک ، میرے ہی بچے کیوں اچھے نہ نکلے میں نے تو شروع سے ہی ان کو اچھی دعائیں بھی سکھائیں سات سال سے پہلے نماز سکھا دی ایک عورت کہنے لگی کہ وہ حدیث ہے کہ اگر کوئی تعلق قائم کرتا ہے اپنی بیوی سے اور ایک دعا پڑھتا ہے تو اس دعا کو پڑھ کے جب وہ قائم کرے گا تو اس کی اولاد پر شیطان اثر نہیں کر سکتا کہنے لگی ہم نے تو ہمیشہ دعا پڑھی پھر میری اولاد ٹھیک کیوں نہیں ہے ہو سکتا ہے آج نہیں ہے کل ہو جائے مایوس کیوں ہوگئیں آزمائش ہے اصل میں بات کیا ہے **أَتَصْبِرُونَ** کیا تم صبر کرتے ہو **وَكَانَ رَبُّكَ بَصِيرًا** تمہارا رب سب کچھ دیکھتا ہے اس کے معنی کیا ہیں ایک اس کے معنی تو یہ ہے کہ تمہارا رب جو کچھ کر رہا ہے دیکھ کر ہی کر رہا ہے کتنے خوبصورت معنی ہیں تمہارا رب سب کچھ دیکھتا ہے اللہ تعالیٰ کو خوب پتہ ہے کہ آپ چار سال سے اپنی امی ابو سے نہیں ملیں اللہ تعالیٰ کو پتہ ہے بڑی پریشانی میں ہیں پھر بھی آپ کی شہریت نہیں ہو رہی لوگوں کی ہو گئی اللہ تعالیٰ تو دیکھ رہا ہے نا وہ سمجھ کر ہی کر رہا ہے اتنے بیٹے ہیں پانچ چھ سات آٹھ بچے ہیں اور آپ اکیلے ہیں اتنی دولت کمائی آپ کے پاس کچھ نہیں ہے اتنا علم ہے دنیا آپ سے ہدایت حاصل کر رہی ہے آپ کے بچوں نے آپ سے ہدایت حاصل نہیں کی اللہ جو کچھ کر رہا ہے دیکھ کر ہی کر رہا ہے تو اصل بات کیا ہے کہ اُس کی نگری اندھیر نگری نہیں ہے وہ جو کچھ کر رہا ہے سوچ سمجھ کر کر رہا ہے اللہ حکیم ہے بصیر ہے دوسرے اس کے معنی **وَكَانَ رَبُّكَ بَصِيرًا** تم بڑی محنت کے ساتھ بڑے خلوص کے ساتھ بڑی مشکل کے ساتھ بڑی پریشانیوں کے ساتھ حسنِ عمل کر رہے ہو ہم دوسروں کو بتاتے ہیں میری نیت یہ نہیں تھی میری نیت بڑی اچھی تھی پھر بھی مجھ سے یہ غلطی ہو گئی ہے میری نیت ایسی نہیں تھی میری زبان سے یہ جملہ نکل گیا ہے میرا مطلب یہ نہیں تھا دنیا نہیں مانتی اللہ تعالیٰ کہتے ہیں کہ میں جانتا ہوں میں سب کو جانتا ہوں تمہاری کوششیں بھی اور تمہاری نیکیاں بھی تمہارا اخلاص بھی تمہاری بدنیتی بھی تمہاری بے ایمانیاں بھی اللہ تعالیٰ سے پورا اطمینان رکھو **وَكَانَ رَبُّكَ بَصِيرًا** کہ تم جو خدمات کر رہے ہو اللہ تمہیں ان سے محروم نہیں کرے گا اور جو زیادتیاں کر رہے ہو اس کے وبال سے تم بچ کر کہیں بھاگ نہیں سکتے کہیں فرار نہیں حاصل کر سکتے **وَكَانَ رَبُّكَ بَصِيرًا** اور ہے تمہارا رب دیکھنے والا ہے

سُبْحَانَکَ اللّٰھُمَّ وَبِحَمْدِکَ اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّآ اَنْتَ اَسْتَغْفِرُکَ وَاَتُوْبُ اِلَیْکَ